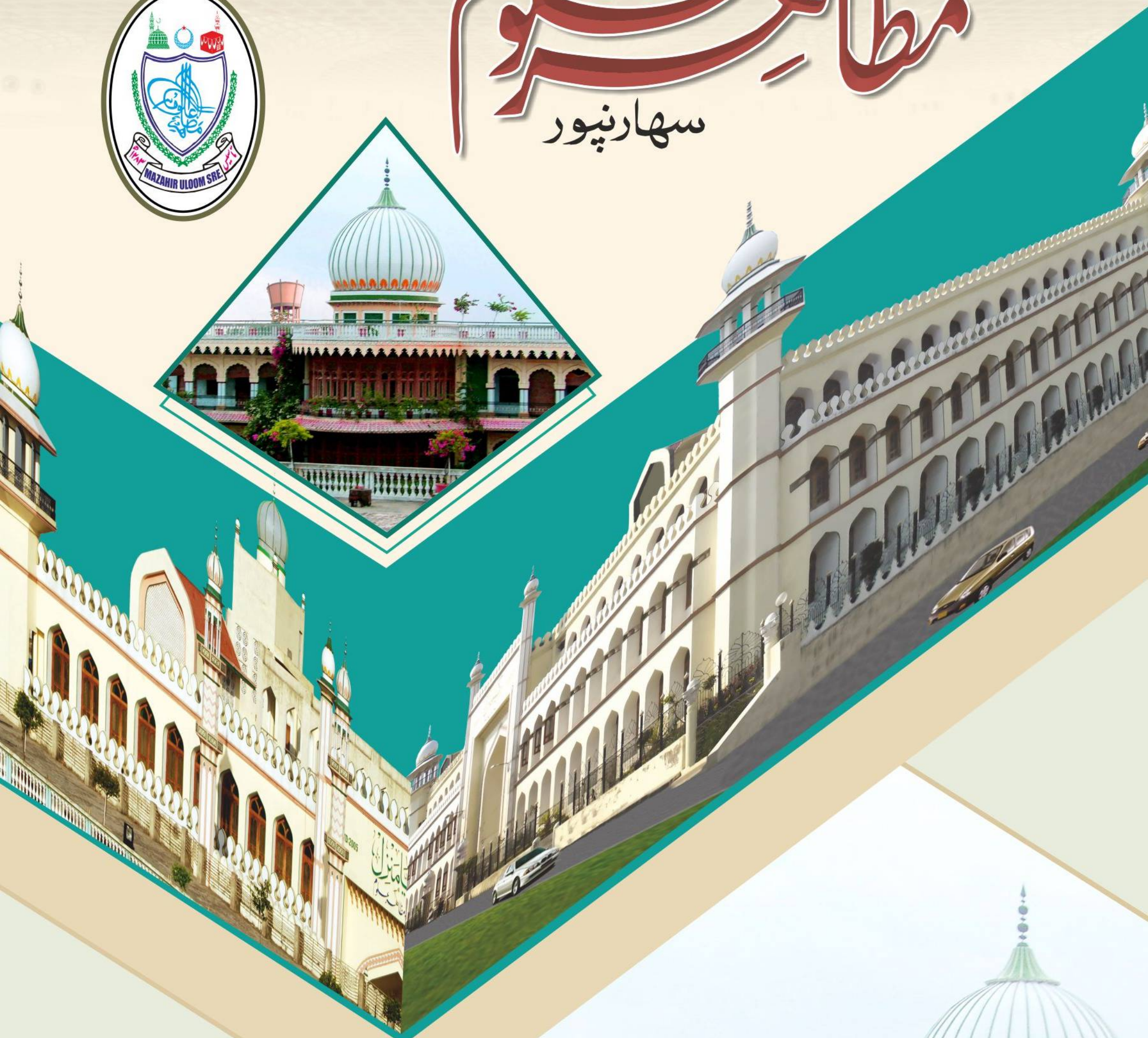
ماہنامہ

مظاہر علوم

سہارنپور





دفتر ماہنامہ مظاہر علوم سہارنپور (یوپی)

جامعہ مظاہر علوم کا ترجمان

ماہنامہ

مظاہر علوم

سہارنپور

جلد ۲۵ نمبر

ذوالقعدۃ ۱۴۴۰ھ / جولائی ۲۰۱۹ء

شمارہ نمبر ۴

زرتعاون

فی شمارہ ——— ۱۵/روپے

سالانہ زرتعاون ——— ۱۵۰روپے

بیرون ملک سالانہ ——— ۲۵ڈالر

ترسیل زر کا پتہ

دفتر ماہنامہ مظاہر علوم سہارنپور ۲۴۷۰۰۱ (یوپی)

MAZAHIR ULOOM URDU MONTHLY MAGAZINE

SAHARANPUR 247001(U.P.) INDIA

Ph: 0132-2655542

Email-jamiamazahir@gmail.com

اس شمارے میں

ادار یہ	ضرورت ہے کہ اب...	عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی	۳
درس قرآن	انسانی زندگی	مولانا محمد ساجد حسن سہارنپوری	۷
انوارحدیث	مسکمان کو خوف میں ڈالنا	مولانا محمد خالد سعید اعظمی	۱۰
مقالات و مضامین	طلبہ کی خدمت میں	مفتی عزیز الرحمن القاسمی	۱۵
	انٹرنیٹ کے نقصانات	مولانا عبد الرؤف غزنوی	۲۰
	دین ودنیا کی عزت....	مولانا محمد معاویہ سعدی	۲۶
	متخصصین حدیث.....	مولانا سید محمد شاہد الحسنی	۳۴
	تذکرہ افتخار الاولیاء	مولانا قاری احمد ہاشمی	۳۷
	حجاج کرام کی خدمت میں	مفتی شعیب احمد بستوی	۴۳
	فتاویٰ	انتخاب : عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی	۴۸

○ دائرہ کا سرخ نشان آپ کی مدت خریداری ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ کے لیے رقم ارسال فرمائیں۔

☆ شائع شدہ مضامین سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

☆ جواب طلب امور کے لیے لفافہ اور خریداری نمبر کا حوالہ دینا ضروری ہے۔

☆ ماہنامہ، انگریزی ماہ کی ۲/تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ ۱۰/تاریخ تک موصول نہ ہونے پر مطلع فرمائیں۔

نوائے سحر

ضرورت ہے کہ اب طرزِ فغاں بلبل بدل ڈالے

عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی

اس وقت پورے ملک میں اقلیتوں کے ساتھ تشدد کے واقعات کی مسلسل خبریں آرہی ہیں، مشتعل بھیڑ بغیر کسی سبب کے اچانک کسی مسلمان پر حملہ آور ہوتی ہے اور پیٹ پیٹ کر اسے موت کے گھات اتار دیتی ہے یا اسے ہلکان کر کے چھوڑتی ہے، اطلاع کے مطابق مغربی بنگال کے ۲۴ پرگنہ ضلع میں ۱۳افراد کو چلتی ٹرین سے ''جے شری رام'' نہ کہنے پر ڈھکیل دیا گیا، اس سے قبل محمد مومن کے ساتھ مغربی بنگال میں یہی ہوا تھا، گجرات میں ایک نوجوان کو بری طرح سے مارا پیٹا گیا جس کا ویڈیو سوشل میڈیا پر وائرل ہورہا ہے، ابھی حال ہی میں جھارکھنڈ کے تبریز انصاری کا وحشیانہ قتل اسی ہجومی تشدد ''ماب لنچنگ'' کے نتیجے میں سامنے آیا، اور اب ہندوستانی آئین وقانون کی دھجیاں اڑانے والے مخصوص ذہنیت رکھنے والے جنونی افراد کے حوصلے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اس طرح کے تشدد کے واقعات ان کے ہاتھ کا کھیل بن کر رہ گئے ہیں، حکومت اور اقتدار کے حامل افراد ان پر کوئی کارروائی کرنے اور انھیں ملک دشمنی کی ان وارداتوں سے روکنے کے بجائے صرف تماشائی بن کر اس کا کھلی آنکھوں مشاہدہ کررہے ہیں۔

مشہور اسلامی اسکالر مولانا عبدالحمید نعمانی موجودہ حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

اگر ملک کے حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے تو صاف صاف دکھائی دیتا ہے کہ وہ شدت پسندی اور زور زبردستی کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے، اس مہم میں شامل افراد بڑی عجلت میں ہیں کہ ملک اور سماج کو اپنے طرز حیات کے رنگ اور پسند کے مطابق بدل دیا جائے گرچہ اس کے لیے سرگرمیاں ماضی بعید وقریب سے جاری ہیں، تاہم گزشتہ چار برسوں سے ان میں خاص طور سے اضافہ اور تیزی آئی ہے، اس میں اقتدار کی تبدیلی کا خاصا دخل ہے، سماج کے ناپسندیدہ فسادی عناصر کو لگتا ہے

کہ موجودہ اقتدار کی طاقت ہمارے ساتھ ہے، اس سلسلے میں سنگھ اور دیگر ہندوتووادی طاقتیں اور تنظیمیں اور ان کے نظریات واعمال سے متاثر حکومت جس کشادگی، توسع، اور آزادی کا دعوی کرتی ہے، اس کا عمل پوری طرح اس کی تردید وتکذیب کرتا ہے، ہجومی تشدد میں اس کا پورا پورا اظہار ہوتا ہے، فسادی عناصر سماج کو یہ پیغام دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ آئین وقانون اور ملک کی عدالتیں ہمارے لیے کوئی زیادہ قابل توجہ ومانع نہیں ہیں۔

یہ صورت حال بہت ہی تشویش ناک ہے، اگر اس صورت حال کو بدلنے کی سنجیدہ کوشش نہیں ہوئی تو سماج انارکی اور لاقانونیت کا شکار ہوجائے گا، اور ہر کمیونٹی اور فرد کا عمل ہی قانون بن جائے گا، ایسی حالت میں حکومت انتظامیہ، عدلیہ، کا وجود وعدم وجود برابر ہوجائے گا، لہٰذا ایسی صورت حال کو کوئی بھی مہذب معاشرہ قبول نہیں کرسکتا ہے، یہ تاثر عام ہے کہ مرکزی وریاستی حکومتیں ہجومی تشدد، بڑھتی نفرت کو روکنے میں ناکام ہیں، مجرموں میں قانون کا کوئی ڈر نہیں رہ گیا ہے، اس تاثر کو اقتدار کے عملی رویے سے تقویت ملتی ہے، زبانی مذمت، صرف خانہ پُری اور بوقت ضرورت اپنے عمل و رویہ کو جواز فراہم کرنے کے لیے ہے۔

ہندوستان کی موجودہ سماجی ومعاشرتی فضا ایسی بنائی جارہی ہے جس میں مذہبی منافرت کو پروان چڑھایا جارہا ہے، ملک کے ایک طبقہ کے مذہبی وآئینی حقوق پر ڈاکہ زنی ہورہی ہے، حکومت واقتدار کے زور پر سراسر آئینی حقوق کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔

اسلام کی فطری تعلیمات ایسے حالات میں یہی ہیں کہ تمہارے مذہب اور تمہارے مذہبی شعائر سے پُرخاش وعداوت رکھنے والے جو لوگ ہیں ان کی غلط فہمیاں دور کی جائیں، اسلامی تعلیمات سے ان کو روشناس کیا جائے، ان کو کھول کر بتایا جائے کہ اسلام رحمت ورافت کا پیغامبر ہے، اس کی تعلیمات میں پوری انسانیت کے لئے امن وعافیت ہے، اسلام کسی خاص گروہ اور جماعت کے لئے رہبری و رہنمائی نہیں کرتا ہے بلکہ اس کے دامن عافیت میں پوری انسانیت کو سکون ملے گا۔

آج جو یہ حالات پیدا ہوئے ہیں اور ہورہے ہیں اس میں بہت بڑا دخل اس بات کا ہے

کہ اسلام کی صحیح اور سچی تعبیر وتشریح دیگر برادران وطن کے سامنے ہم مسلمان نہیں کر پارہے ہیں اوراس کی کوشش بھی نہیں ہورہی ہے، اگر اس جانب اقدام کیا جائے، اوراس وقت اسلام کی تبلیغ واشاعت کے عنوان سے اس کو فریضہ کے طور پر اپنایا جائے تو یقین ہے کہ برادران وطن کی بہت ساری غلط فہمیاں دور ہونگی اوران کی عداوت ودشمنی میں کمی ہوگی۔

اس سلسلہ میں مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاںؒ ندوی کا یہ پیغام بڑی روشنی فراہم کرتا ہے:

مسلمانانِ ہند کی ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ وہ اپنے ماحول کو (جس کی بڑی تعداد نہ صرف ان سے مذہبی اختلاف رکھتی ہے بلکہ بہت سے تاریخی اور سیاسی اسباب کی بنا پر بدگمانی اور خوف میں مبتلا ہے) اپنے سے نامانوس اوراپنے دین کے اصولوں اور بنیادوں، اپنے دینی پیشوا کی سیرت اوراپنی تاریخ کی عظیم شخصیتوں سے روشناس کرنے، انھوں نے اس ملک ومعاشرہ کو جوتحائف دیئے اس سے واقف کرانے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی، غیر مسلم بھائیوں نے مسلمانوں کو سیاسی میدان میں دیکھا یا انتخابی معرکہ (الیکشن) کے موقع پر یا بازاروں، دفتروں میں، اور وہاں ان کو کوئی بڑا امتیاز نظر نہیں آیا، عام طور پر غیر مسلم اسلام کی بنیادی تعلیمات تک سے ناواقف ہیں، وہ مسلمانوں سے متعلق اتنا جانتے ہیں کہ مسلمان ختنہ کراتا ہے، گائے کا گوشت کھانا ضروری سمجھتا ہے اور کچھ بات ہوجائے تو اسے بڑی جلدی غصہ آجاتا ہے، مسجد کے سامنے دوسروں کا باجہ نہیں سن سکتا، چاہے خود بجائے، ہم ابھی تک انھیں اذان کا مطلب تک نہیں سمجھا سکے جو پانچوں وقت (اکثر جگہ لاؤڈ اسپیکر سے) ہوتی ہے، ہم نے اپنے ہم وطنوں کو اپنے سے مانوس اوراسلام سے متعارف نہیں کرایا، ایسا طرز زندگی ہم عمومی طور پر سامنے نہیں لائے جس میں کشش ہو اور جو اس دین اوراس انقلاب کے سرچشمہ سے واقفیت کا تجسس پیدا کرے، اپنے سے مانوس اور قریب کرنے کا عمل، اصول اور کردار کی کسی قربانی، اپنے کسی شعار اور امتیاز سے دست برداری، سیاسی سودے بازی اور ضمیر فروشی کے بغیر بھی ہوسکتا ہے، اس کیلئے صرف عملی

نمونے، اخلاقی پختگی و بلندی، تھوڑے سے ایثار وقربانی، گہری اور عاقلانہ حب الوطنی، دانشمندانہ اور خود دارانہ اختلاط، سماجی ورفاہی کاموں میں نہ صرف شرکت بلکہ قائدانہ کردار ادا کرنے کی سعی اور اس ملک کو اخلاقی زوال سے بچانے کی مخلصانہ کوشش کی ضرورت ہے، ملک کو ان حالات سے صرف وہی ملت بچاسکتی ہے جو دولت کو مقصود حیات، اس زندگی ہی کو حقیقی زندگی، ذاتی مفاد ہی کو مقصود اصلی نہیں سمجھتی ہواور جس کے پاس ہزار خرابیوں اور کمزوریوں کے باوجود آسمانی تعلیمات کا سرمایہ، نبوت کا فیض اور ایمان کی رمق موجود ہے۔

جب خدائی اصولوں پر بندۂ خدا کاربند اور عمل پیرا ہوجاتا ہے، اسلام کے تقاضوں کے مطابق اپنی شاہراہ حیات کو استوار کرتا ہے تو اللہ تعالی کی مدد شامل حال ہوتی ہے اور خدائے پاک کا ارشاد عالی ہے

اِنْ یَنْصُرْ کُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُ کُمْ مِنْ بَعْدِہٖ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا اور اگر مدد نہ کرے تمہاری تو پھر ایسا کون ہے جو مدد کر سکے تمہاری اس کے بعد، اور اللہ ہی پر بھروسہ چاہئے مسلمانوں کو۔

لہٰذا اپنے تمام معاملات میں بندۂ مومن کو اللہ ہی کی طرف رجوع کرنا چاہئے، مصیبتوں کی سخت آندھی ہو یا عیش وآرام کی پُرکیف بادِ بہاری، مسلسل یہ احساس ہونا چاہئے کہ تمام قدرتوں اور طاقتوں کا جامع وہی ہے اگر اس کی مدد اور نصرت کو متوجہ کرلیا گیا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت مغلوب نہیں کرسکتی۔

ضرورت ہے کہ اب طرزِ فغاں بلبل بدل ڈالے
نوا سنجی میں اب اس کی نہیں وہ سوز ہے ساقی

درسِ قرآن

انسانی زندگی

مولانا محمد ساجد حسن سہارنپوری استاذ حدیث وتفسیر جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

واضرب لهم مثل الحيوة الدنيا كماء انزلنه من السماء فاختلط به نبات الارض فاصبح هشيما تذروه الريح ط وكان الله على كل شيء مقتدراً (کہف ۴۵)

آپ ان کے سامنے دنیا کی زندگی کی حالت بیان فرمائیے کہ وہ ایسی ہے جیسے ہم نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ گھاس گنجان ہوکر نکلی، پھر آخر کار وہ چورا چورا ہوجاتی ہے جسے ہوائیں اڑائے لیے پھرتی ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح وتوضیح: دقیق اور معقول بات اگر سمجھ میں نہ آ رہی ہو تو سمجھانے کے لیے آدمی کو مثال کا سہارا بھی لینا پڑتا ہے، مثال سے بات بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے فصیح وبلیغ کلام میں متعدد مثالیں بیان فرما کر مضمون کو نہایت اہتمام سے سمجھایا ہے۔

دنیا اور اس کا ساز وسامان ختم ہونے والا ہے، آخرت اور اس کا ساز وسامان ہمیشہ ہمیش باقی رہنے والا ہے۔

اس اہم مضمون کو ذہن نشین کرانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے پانی اور کھیتی کی مثال دی ہے ،اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی بارش عطا فرماتے ہیں، خشک اور مردہ زمین پر تروتازہ گھاس اگ آتی ہے، کھیتی پیدا ہوتی ہے، شروع شروع میں وہ سبزہ نہایت نرم ونازک ہوتا ہے، کیڑے مکوڑے، چڑیوں اور پرندوں سے بھی حفاظت کرنی ہوتی ہے، کچھ زمانے کے بعد کھیتی اور سبزہ پروان چڑھتا ہے اور جوان ہوتا ہے، کھیت ہریالی کی وجہ سے لہلہا اٹھتے ہیں، کھیتی کی یہ سیاہی مائل ہریالی دیکھ کر کاشتکار باغ باغ ہوجاتا ہے (اعجب الكفار نباته) اللہ کے بنائے ہوئے قانون کے

تحت آہستہ آہستہ کھیتی کی یہ ہریالی زردی میں تبدیل ہوجاتی ہے، پھر یہ کھیتی خشک ہوجاتی ہے اور کاشتکار اپنی سہولت کے اعتبار سے اس کھیتی کو کاٹ لیتا ہے، کھیتی بھُس چوکر کی صورت میں حیوانات کی غذا بن کر اس طرح ناپید ہوجاتی ہے کہ کوئی اس کا نام ونشان بھی نہیں جانتا کہ کون سا دانہ کس انسان اور بھُس کا کون سا تنکا کس جانور کی غذا بن کر کس طرح ناپید ہوا۔

زمین سے اُگے ہوئے گھاس اور دوب (دوبڑے) کا بھی یہی حال ہوتا ہے، ہریالی خشک ہوکر چورا چورا ہوجاتی ہے اور ہواؤں کے جھونکے اس کو کہاں سے کہاں لے جاکر پھینک دیتے ہیں اس کو کوئی نہیں جانتا۔

اشرف المخلوقات انسان کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں، بچپن میں کھیتی کی طرح نحیف ونزار، نہایت نرم ونازک ہوتا ہے، پھر پروان چڑھتا ہے، جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے، والدین اس کے چہرے کی سرخی دیکھ کر خوش ہوتے ہیں، جوانی کے بعد تکوینی طور پر بڑھاپے تک پہنچ جاتا ہے اور اس کے رخساروں کی سرخی زردی میں تبدیل ہوجاتی ہے اور پھر موت اس کا اور اس کی تمام آرزؤں کا خاتمہ کردیتی ہے، کچھ دن تک تو قبر کا پتہ رہتا ہے، بعد میں اس کا بھی نام ونشان مٹ جاتا ہے۔

نصف صدی کے بعد تو شاید باید ہی کسی کا نشان باقی رہتا ہو ورنہ سب ختم۔

یہ ہے زندگی کی حقیقت، انسان کا یہ جسم وجثہ بھی اللہ تعالیٰ نے اس انداز سے بنایا ہے کہ یہ بتدریج فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے۔

کوئی چیز اس سے آکر ٹکرا جائے تب مر جائے۔ یہ کسی چیز سے ٹکرا جائے تب مر جائے۔

چھت سے یہ گر جائے تب مر جائے۔　چھت اس پر گر جائے تب مر جائے۔

بتدریج فنا کے گھاٹ اتر جاتے اس جسم وجثہ کو بھی دیکھیں۔

کان تو موجود ہیں مگر قوت سماعت بتدریج متاثر ہوتی جاتی ہے۔

آنکھیں، پتلیاں، اس کی کی سیاہی سفیدی سب کچھ موجود مگر روشنی اور بینائی کم ہوتی جاتی ہے۔

اور کبھی کبھی تو آدمی بصارت سے بالکل محروم ہی ہوجاتا ہے۔

دانت تو موجود ہیں مگر دانتوں کی قوت کمزور پڑجاتی ہے۔

پاؤں تو موجود مگر چلنے کی سکت نہیں۔ ہاتھ تو موجود مگر ہاتھوں میں پہلے جیسی گرفت نہیں۔

صانع حقیقی نے انسان میں کچھ اعضاء تو ایسے لگا دیئے ہیں کہ اگر وہ اپنا کام کرنا بند کردیں تو حکیم، ڈاکٹر لاعلاج قرار دے کر ’’گھر پر رکھ کر کچھ خدمت کرسکتے ہو تو کرلو‘‘ کہہ دیتے ہیں۔

اندرون جسم گردے تو موجود مگر ان کا جو کام ’’خون کو چھاننا ہے‘‘ وہ بند کردیں تو وفات۔

پھیپھڑے جن کا کام ’’سانس لینا اور آکسیجن حاصل کرنا ہے‘‘ وہ کام کرنا بند کردیں تب وفات۔

جگر کا کام ’’غذا کو خون میں تبدیل کرنا اور خون کے اجزاء بنانا ہے‘‘ وہ کام کرنا چھوڑ دے اور بہتر سے بہتر غذا سے بھی خون نہ بنائے تب وفات۔

قلب ’’دل‘‘ تو بادشاہ ہے اگر وہ اپنے کام میں فیل ہوجائے تو ’’ہارٹ فیل‘‘ کیا ہوا پورا سسٹم، نظام فیل ہوجاتا ہے اور اس طرح چھوٹی سی یہ مشینری فنا کے گھاٹ اتر جاتی ہے۔

یہ اور اس طرح کے کتنے واقعات و اسباب ہیں جو روزمرہ ہم اپنے معاشرہ میں انسانوں کی وفات کے سنتے رہتے ہیں۔

بلاشبہ یہ انسان کھیتی باڑی سے بھی زیادہ کمزور ثابت ہوا، اگر انسان اپنے جسم و جثہ پر ہی غور کرلے تو اپنی اصلیت سمجھنے میں دیر نہ لگے۔

یہ سب بر طرف انقلابات عالم
تری ذات ہی میں تغیر ہے ہر دم

طابع وناشر وایڈیٹر (مولانا) محمد سلمان (صاحب) ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور
نے سہارنپور الیکٹرک پریس سہارنپور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ مظاہر علوم سہارنپور سے شائع کیا

انوارِ حدیث

گذشتہ سے پیوستہ

جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے.........

مولانا محمد خالد سعید مبارکپوری استاذ تخصص فی الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

کسی مسلمان کو خوف اور گھبراہٹ میں ڈالنے سے ممانعت

عن سلیمان بن صُرَد أن أعرابیاً صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و معہ قَرَنٌ فأخذها بعضُ القوم ،فلما سَلَّمَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ،قال الأعرابی :فأین القَرَن ؟فکأن بعض القوم ضَحِکَ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:"من کان یؤمن باللہ و الیوم الآخر فلا یُرَوِّعَنَّ مسلماً":(المعجم الکبیر للطبرانی ۷/۹۹/ ۶۴۸۷)

حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے اور ان کے ساتھ ایک رسی تھی، کسی نے ان کی وہ رسی لے لی، تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا، اور نماز ختم ہوئی تو انھوں نے (گھبرا کر) کہا کہ: وہ رسی کہاں گئی، اس پر بعض صحابہ ہنسنے لگے، تو اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ کسی مسلمان کو خوف و گھبراہٹ میں مبتلا نہ کرے۔

ایک مرتبہ اور اسی نوعیت کا واقعہ پیش آیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کسی غزوہ کے سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، ان میں سے ایک صحابی کے پاس ایک رسی تھی، جب وہ سو گئے تو کسی نے ان کی وہ رسی اٹھالی، تو جب وہ اٹھے اور رسی اپنی جگہ سے غائب پائی تو گھبرا گئے، اس بات کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی تو آپ صلی اللہ نے فرمایا کہ: کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ کسی مسلمان کو گھبراہٹ اور خوف و دہشت میں ڈالے: "لا یحل لمسلم أن یُرَوِّعَ مسلماً (سنن ابوداؤد رقم الحدیث : ۵۰۰۴)

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ کسی مسلمان کو پریشان کرنا، اورخوف زدہ کرنا درست نہیں ہے، خواہ اس طرح کا کام بطور مذاق ہی کیا جائے۔ (بذل المجہود ۱۳/ ۴۰۳۔نیل الاوطار ۵/ ۳۷۸)

اورایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی کا کوئی سامان (اس کی اطلاع کے بغیر) ہرگز نہ لے، نہ حقیقت میں اور نہ بطور مذاق ایک راویت میں ''متاع'' کی جگہ ''عصا'' کا لفظ بھی آیا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے کسی بھائی کی لاٹھی ہرگز غائب نہ کیا کرے، نہ حقیقت میں نہ مذاق میں، جو لے اسے چاہئے کہ واپس کردے۔ (سنن ابوداؤد حدیث نمبر ۵۰۰۳ سنن ترمذی (۲۱۶۰) شرح السنۃ (۲۵۷۲)

ابوعبیدؒ فرماتے ہیں کہ کسی کا سامان اس طرح اٹھانے والا شخص چوری کا ارادہ تو نہیں رکھتا لیکن اس شخص کو غصہ دلانے، اور کچھ دیر کیلئے پریشان کرنے کا ارادہ ضرور رکھتا ہے، اس لئے وہ شخص چوری کے سلسلہ میں تو مذاق کرنے والا سمجھا جائے گا لیکن گھبراہٹ میں ڈالنے اور پریشانی وتکلیف میں مبتلا کرنے کے سلسلہ میں سنجیدہ شمار ہوگا۔ (شرح السنۃ ۱۰/ ۲۶۴)

علامہ تورپشتی فرماتے ہیں کہ حدیث میں مثال کے لئے چھڑی کا ذکر کیا گیا: اور وہ کم قیمت اور معمولی چیزوں میں سے ہے تاکہ معلوم ہوجائے کہ اس سے قیمتی اور اہم چیزوں میں اس طرح کا عمل بدرجہ اولی ممنوع ہوگا۔ (تحفۃ الاحوذی ۶/ ۳۱۶، شرح سنن ابی داؤد لابن رسلان ۱۹/ ۱۶۳)

اور علامہ زرکشی رحمہ اللہ اسی حدیث کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ لوگ جو کسی کا سامان مذاق کے طور پر لے لیتے ہیں، یہ حرام ہے۔ (التنویر شرح الجامع الصغیر ۱۰/ ۲۴۰)

انہی احادیث کی بنیاد پر ایسا مذاق جس میں کسی کا مال وغیرہ اس کی اطلاع کے بغیر لینے کی صورت، خواہ کچھ دیر ہی کے لئے بطور مزاح ہی ہو، ممنوع اور ناجائز ہے؛ کیوں کہ اس میں ایک مسلمان کو خوف زدہ کرنا، رنج وغم پہونچانا اور اذیت میں مبتلا کرنا ہے، اور اس سے اس کو پریشان کرنا لازم آتا ہے اور یہ گناہ ہے۔ (الآداب للبیہقی ۱/ ۱۳۵)

اوراس طرح کے عمل پر حدیث میں وعید وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص

مسلمان کو خوف ودہشت میں مبتلا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن قلبی سکون وقرار سے محروم فرما دیں گے، اور وہ اس دن گھبراہٹ کے عالم میں سرگرداں رہے گا: **عن انس رضی اللہ عنہ رفعہ: من رَوَّعَ مومناً لم یُؤمِنَ اللّٰہُ رَوعَتَہ یومَ القیامۃ.......** (شعب الایمان للبیہقی ۱۳/۹۴۴ (۱۰۶۰۵))

اس حدیث کی شرح میں علامہ مناوی اور علامہ امیر عزالدین الصنعانی فرماتے ہیں کہ کوئی بھی ایسا کام کرنا جس سے کوئی مسلمان بھائی خوف ودہشت میں مبتلا ہو، خواہ بطور مذاق ہی کرے جیسا کہ ظاہر حدیث سے واضح ہے یہ سب اس وعید کا مستحق بنا دیتی ہے، جیسا کہ تلوار، لوہا، ڈنڈا یا کوئی اور ہتھیار دکھا کر کسی کو ڈرانا۔ اور ابن رسلان فرماتے ہیں کہ اسی ممانعت میں وہ سب حرکتیں داخل ہیں جو کسی مسلمان کو خوف زدہ کرے جیسے کوئی شخص تاریکی یا غفلت میں کھڑا ہو، اچانک اس کے پاس آ کر بلند آواز سے چلانا، یا کسی کو دشمن کے اس پر مسلط ہونے کی خبر دیکر ڈرانا وغیرہ، ایسا کرنے والے شخص کو ''جنس عمل سے بدلہ'' کے اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ بھی قیامت کے دن خوف ودہشت کی حالت میں بے یار ومددگار چھوڑ دیں گے، اور قلبی راحت وقرار سے محروم فرما دیں گے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب یہ وعید صرف ڈرانے دھمکانے پر ہی مرتب ہو جاتی ہے تو اگر کوئی شخص ایذاء مسلم کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی کام کرے تو اس کا کیا انجام ہوگا؟

اسی حدیث سے امام شافعیؒ نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ ودیعت رکھنے والا شخص بھی اپنا سامان مُودَّع (جس کے پاس ودیعت رکھی گئی) کے پاس سے اس کو اطلاع دیئے بغیر نہیں لے سکتا، یہ حرام ہے، کیوں کہ اس کا یہ عمل مُودَّع کیلئے پریشانی وایذاء کا سبب بن جائے گا۔

(فیض القدیر ۶/۹ ۱۳ (۸۷۱۴)، التنویر شرح الجامع الصغیر ۱۰/ ۲۴۰، شرح سنن ابی داؤد لابن رسلان ۱۹/ ۱۶۳)

نیز ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کس بادشاہ کی رضا حاصل کرنے کیلئے کسی مسلمان کو خوفزدہ کرتا ہے، قیامت کے دن اس خوف زدہ کرنے والے کو اسی بادشاہ کیساتھ لایا جائے گا، اور اسی کے ساتھ اس کو جہنم رسید کیا جائے گا ''**احشروا الذین ظلموا وازواجَھم**'' (الصافات: ۲۲) **من رَوَّعَ مسلماً لرضا سلطان جئ بہ یوم القیامۃ معہ۔** (فیض القدیر ۶/ ۱۵۶) التیسیر بشرح الجامع الصغیر للمناوی ۲/ ۴۲۴۔ التنویر شرح الجامع الصغیر ۱۰/ ۲۶۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام نے ننگی تلوار لینے دینے سے منع فرمایا ہے (ترمذی، رقم ۲۱۶۳، ابوداؤد رقم ۲۵۸۸) ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ اس کی دو وجہ ہے ایک یہ کہ کبھی غلطی سے کسی کو لگ نہ جائے اور دوسری یہ کہ کوئی اور اس سے خوفزدہ نہ ہو۔ (مرقاۃ، رقم الحدیث ۳۵۲۷)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قریب ہی وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں تم کچھ ایسے لوگوں کو دیکھو گے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کے مانند کوڑے ہوں گے، ان کی صبح اس حال میں ہوگی کہ اللہ ان پر غضبناک ہوں گے، اور ان کی شام اس حال میں ہوگی کہ اللہ ان پر ناراض ہوں گے۔ (مسلم ۲/ ۳۸۳)

ان پر اللہ کی ناراضگی اور غضب کی وجہ یہی ہے کہ وہ اس کوڑے سے لوگوں پر ظلم کریں گے اور لوگوں کو خوف زدہ رکھیں گے۔

مذاق: دل بستگی، خوش طبعی، لذت، فرحت وسرور اور نشاط وانبساط کیلئے کیا جاتا ہے، لیکن مذاق کے نام پر اگر کوئی ایسا کام کیا جائے جس سے خوف ودہشت، تکلیف، خفگی، دل آزاری، پریشانی وغیرہ پیدا ہوجائے تو وہ مذاق "باعث لذت" ہونے کے بجائے "باعث اذیت" اور رحمت کی جگہ "باعث زحمت" بن جاتا ہے۔

اور ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے مضمون کے شروع میں دوسرے اور تیسرے نمبر پر ذکر کی گئی حدیث اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث کہ: "جب تم تین لوگ ایک ساتھ ہو تو تیسرے کو چھوڑ کر دو لوگ آپس میں سرگوشی نہ کرو، کیوں کہ یہ اس کے رنجیدگی کا باعث ہے" (بخاری ومسلم)، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث کہ: تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر دو لوگ آپس میں سرگوشی نہ کریں، کیوں کہ یہ مؤمن کی اذیت کا باعث ہے، اور اللہ تعالی مؤمن کی اذیت کو ناپسند فرماتے ہیں (طبرانی)، اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث کہ: اللہ کے بندوں کو ایذا نہ پہونچاؤ (مسند احمد)، اور حضرت ابوہریرہؓ کی وہ روایت جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی تعریف یہ کی ہے کہ: کسی کی وہ بات پیٹھ پیچھے ذکر کرنا جس سے اس شخص کو ناگواری ہو (مسلم)

ان تمام روایت کے ذکر کے بعد فرمایا کہ : یہ تمام نصوص اس مضمون کی ہیں کہ کس بھی مسلمان کو زبان سے، یا اشارہ سے یا عمل سے کسی بھی طرح ناحق تکلیف پہونچانا حرام ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''والذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات لغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بهتانا و اثما مبینا''(الاحزاب:۵۸) اور جو ایماندار مرد اور عورتوں کو نا کردہ گناہ پرستاتے ہیں تو انہوں نے بہتان اور بڑا گناہ اٹھایا۔

اور یحییٰ بن معاذ رازی نے فرمایا کہ : تمہاری طرف سے ہر مؤمن کو تین باتیں حاصل رہنی چاہئیں: اگر تم اس کو نفع نہ پہونچا سکو تو اس کو نقصان بھی نہ پہنچاؤ، اور اگر تم اس کو خوش نہ کرسکو تو غمگین بھی نہ کرو، اور اگر تم اس کی تعریف نہ کرسکو تو مذمت بھی نہ کرو(جامع العلوم والحکم ۲/۳۸۰-۳۸۳)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مؤمنوں کو بھائی بھائی بنایا ہے، انہیں آپس میں محبت والفت، لطف ومہربانی اور ایک دوسرے کے لئے راحت وخوشی کا موجب بن کر زندگی گزارنا چاہئے۔

مسلمانوں کو ڈرانا، خوف زدہ کرنا، اذیت پہونچانا ممنوع ہے، خواہ بطور مذاق ہی کیوں نہ ہو۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الآداب'' میں اس طرح کے مذاق کو ممنوع لکھا ہے، جب کہ اس کے مقابلے میں وہ مذاق جو لذت وسرور اور نشاط وانبساط کا باعث ہو اس کو جائز قرار دیا ہے، اور بطور مثال آپ علیہ السلام کے بارے میں منقول مذاق کے مختلف واقعے تحریر فرمائے ہیں، جیسا کہ جب ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لئے اونٹ مانگا تو آپ نے بطور مزاح فرمایا کہ : میں تو تمہیں اونٹ کا بچہ دوں گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ : ''اے دو کان والے'' اور ان کے چھوٹے بھائی کے پرندے کے مرنے کے بعد دل لگی کے طور پر فرمایا کرتے تھے: ارے ابو عمیر تمہاری چڑیا کیا ہوئی، وغیرہ۔(الآداب للبیہقی ۱/۱۳۴-۱۳۶)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر کام کے حدود سمجھنے اور اس کے دائرہ میں رہ کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مدارس اسلامیہ کے طلبہ کی خدمت میں

مفتی محمد عزیز الرحمن القاسمی

عربی کا مشہور مقولہ ہے ’’العلم لا یعطیک بعضہ حتی تعطیہ کلک‘‘ یعنی جب تک آپ خود کو پورے طریقے سے علم کے حوالے نہ کردیں علم اپنا ذرہ برابر بھی آپ کے حوالہ نہیں کرے گا، کسی متعلم اور طالب علم کے لیے اگر کوئی خصلت زہر قاتل کی حیثیت رکھتی ہے تو وہ تحصیل علم سے استغنا اور بے پرواہی کے علاوہ کچھ نہیں، سلف صالحین کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ اپنے زمانہ طالب علمی میں تحصیل علوم کے اندر بہت زیادہ محنت کرتے تھے، ایک حقیقی طالب علم کے پیش نظر یہ بات جزء لا ینفک رہے کہ کبھی سبق کا ناغہ نہ کرے، کیوں کہ اس سے بے برکتی ہوتی ہے، بسا اوقات اس ناقدری کا نتیجہ علم سے محرومی کا سبب ہوجاتا ہے، الامام الھمام حضرت ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کی خدمت میں ان کے تلمیذ رشید حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کئی سال رہے، مگر اس طویل عرصے میں ایسا نہیں گزرا کہ وہ فجر کی نماز میں اپنے استاذ محترم کے ساتھ شریک نہ رہے ہوں، امام صاحب قدس سرہ فجر کی نماز کے بعد ہی درس شروع فرما دیا کرتے تھے، حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں برسوں امام صاحب کے ساتھ رہا، بجز بیماری کے، عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن بھی ان سے جدا نہیں ہوتا تھا، حالاں کہ ان دنوں میں ہر شخص اپنے گھر میں اعزہ و اقرباء کے ساتھ ہوتا ہے، لیکن انہوں نے مجلس علم کی شرکت اور اپنے استاذ کی معیت اور رفاقت کو سب پر ترجیح دی۔

وقت کی قدر کرنا، فضول کاموں اور ملاقاتوں میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کرنا، حصول علم کے لیے نہایت ناگزیر ہے۔

داؤد طائی علیہ الرحمہ حضرت امام ابوحنیفہ قدس سرہ کے خاص تلامذہ میں سے ہیں، ان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ روٹی چبا کر نہ کھاتے تھے، بلکہ پانی میں گھول کر پی لیتے تھے، یہ کہتے

ہوئے کہ روٹی کو چبا کر کھانے میں جس قدر وقت خرچ ہوتا ہے اتنی دیر میں قرآن شریف کی پچاس آیتیں پڑھ سکتا ہوں، کیا ضرورت ہے کہ وقت کو ضائع کروں؟!

یہ تو ماضی بعید کے سلف کا حال تھا، ماضی قریب کی بعض ہستیاں ایسی گزری ہیں کہ ان کی نظروں میں وقت کی بڑی قدر تھی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی علیہ الرحمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ صرف ایک وقت کھانا تناول فرمایا کرتے تھے، شام کا کھانا صرف اس لیے تناول نہیں فرماتے تھے کہ مطالعہ کا حرج ہوگا، اسی طرح حضرت قاری عبدالرحمن صاحب پانی پتی رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھا کرتے تھے، پانی پت دہلی سے زیادہ دور نہیں، اکثر لوگوں کی آمد ورفت رہتی تھی، اگر ملاقاتی یا رشتہ دار مل گیا تو سلام اور اس کے جواب کے علاوہ کوئی بات نہ کرتے تھے اور فرماتے تھے مجھے فرصت نہیں، جب پانی پت آنا ہوگا تو وہاں بات کریں گے۔

اسی طرح محنتی طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ بسیار خوری سے پرہیز کرے اور کم خوری اور اکل حلال کی عادت ڈالے، اس لیے کہ یہ دونوں چیزیں طالب علم کی بہترین معاون ہیں، نیز بسیار خوری سے پانی زیادہ پیا جاتا ہے اور پانی زیادہ پینے سے نیند زیادہ آتی ہے اور نیند کی زیادتی سے کند ذہنی اور قصور فہمی پیدا ہوتی ہے، حواس میں فتور اور جسم میں کسل رونما ہوتا ہے، علاوہ ازیں بسیار خوری سے غیر معمولی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، جو کہ تحصیل علم کے لیے سم قاتل بن جاتی ہیں۔

اسی طرح طالب علم کے لیے کثرت نوم بھی انتہائی مضر ہے، اسے کم سونے کی عادت ڈالنی چاہیے، لیکن اس قدر کم بھی نہیں کہ بدن اور ذہن متأثر ہو، اس لیے چوبیس گھنٹوں میں چھ سے آٹھ گھنٹے تک نیند لینا مناسب ہے، اس لیے آٹھ گھنٹے سے زائد ہرگز سونا نہیں چاہیے، ورنہ اس کی تعلیم کی تحصیل میں رکاوٹ یقینی ہے، اگر دوران محنت تھک جانے اور اکتا جانے کا احساس ہو تو اپنے نفس، قلب وذہن اور آنکھوں کو مباح تفریحات سے راحت پہنچا کر فرحت حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، جسمانی ورزش اور بدنی ریاضت کرنے میں کوئی

حرج نہیں، بشرطے کہ زیادہ تھکا دینے والی نہ ہو۔

بعض اکابر علماء سے منقول ہے کہ وہ قدرتی تفریح گاہوں میں اپنے شاگردوں کو اکٹھا کر کے ظرافت اور خوش طبعی کا موقع فراہم کرتے، لیکن دین و آبرو کو ضرر پہنچانے والے مشاغل کے پاس بھی نہ پھٹکنے دیتے تھے۔

ذی استعداد طالب علم کس طرح ہو؟ اپنے استاذ سے پڑھنے سے پہلے وہ مطالعہ کرے، اس لیے کہ مطالعہ سے استعداد بڑھتی ہے، مطالعہ کے بغیر کسی طرح استعداد نہیں حاصل ہوسکتی، کوئی بھی اس کے بغیر ترقی نہیں کرسکا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ساری رات امام محمد علیہ الرحمہ کے پاس رہا، آپ کی رات اس طرح گزری کے کچھ دیر مطالعہ کرتے پھر لیٹ جاتے، پھر اٹھ جاتے اور مطالعہ کرنے لگتے، صبح ہوئی تو آپ نے بغیر وضو کیے ہوئے فجر کی نماز پڑھی، جس سے معلوم ہوا کہ ساری رات باوضو اور جاگتے رہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علمی رتبہ ومقام مطالعہ ہی سے حاصل ہوتا ہے، اس لیے مطالعہ کو طالب علم اپنے حصول علم میں جز لازمی بنالے، مطالعہ کا حاصل مجہول سے معلوم کا متمیز ہونا، یعنی اگر سب سمجھ میں نہ آئے تو ہرگز نہ گھبرائے، کم ازکم اتنا تو نفع ہوگا کہ معلوم ہو ہی جائے گا کہ اتنا حصہ سبق کا سمجھ میں آ گیا اور اتنا حصہ سمجھ میں نہیں آیا، مطالعہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑی برکت رکھی ہے۔

اسی طرح طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ استاذ کے سبق کو غور سے سنے اور اس کے بعد تکرار کرے، اس کے بغیر استعداد پیدا نہیں ہوسکتی اور نہ ہی علم باقی رہ سکتا ہے، تعلیم المتعلم میں لکھا ہے کہ طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ جب تک گزشتہ سبق کا تکرار نہ کرلے اور اچھی طرح یاد نہ کرلے ہرگز دوسرا سبق نہ پڑھے، عربی کا مقولہ ہے ”اذا تکرر تقرر فی القلب“ تکرار بار بار کرنے سے قلب میں راسخ ہوجاتا ہے اور یہ عمل طلبہ کے لیے بے حد نافع ہے، امام زہری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں مذاکرہ نہ کرنے سے نسیان ہوجاتا ہے اور علم ضائع ہوجاتا ہے، حضرت علقمہ

فرماتے ہیں کہ حدیث کا مذاکرہ کرو، کیوں کہ علم مذاکرہ سے جوش مارتا ہے۔

علم خواہ کتنا ہی زیادہ حاصل ہوجائے ،لیکن ہمیشہ اس کوتھوڑا خیال کرنا چاہیے، ہمہ دانی کا دعویٰ چھوڑنا اور ہیچ مدانی کی عاجزی اختیار کرنا ضروری ہے۔

ایک حقیقی طالب علم اگر دس اچھی کتابیں پڑھے گا تب کہیں جا کر ایک سیڑھی اوپر چڑھ سکے گا، اس کے برعکس صرف ایک گندی کتاب پڑھے گا تو وہ دس سیڑھیاں نیچے اتر جائے گا، اس لیے گندی اور فحش کتابوں کے پڑھنے سے ہمیشہ احتراز کرنا چاہیے۔

استاذ کی تقریر کے وقت بالکل خاموش اور متوجہ رہو، دوران درس کپڑوں سے کھیلنا یا کسی اور چیز سے کھیلنا طالب علم کی بے پروائی کا ثبوت اور عدم توجہی کی کھلی شہادت ہے۔ جمائی اور انگڑائی کو بھی حتی الوسع درس کے دوران اپنے پاس نہ پھٹکنے دے۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت جریر ابن عبداللہ بجلی سے روایت نقل کی ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوادع میں خطبہ کے وقت حضرت جریر سے فرمایا: "استنصت الناس "لوگوں کو خاموش کراؤ۔(بخاری) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استاذ کی تقریر کے وقت بالکل خاموش اور متوجہ رہنا چاہیے، نہ کسی سے بات اور نہ ہی کسی کی طرف التفات کرنا چاہیے، استاذ تو طالب علم کی طرف متوجہ ہواور طالب علم دوسری طرف متوجہ ہو، اس سے استاذ کو بہت تکلیف ہوتی ہے، خصوصاً ایسی حالت میں جب کوئی ایسا سوال بھی کرے کہ اگر توجہ سے تقریر سنتا تو پھر وہ سوال ہی نہ کرتا۔

ایک حکیم نے اپنے لڑکے کو نصیحت کی کہ حسن کلام کی طرح حسن سماعت بھی سیکھنے کی ضرورت ہے اور حسن استماع یہ ہے کہ متکلم کو اپنی بات پوری کرنے کی مہلت دو اور اپنا منھ اور اپنی نگاہ اس کی طرف متوجہ رکھو اور کوئی بات اگر تمہیں معلوم بھی ہو تو دخل مت دو اور خاموشی سے سنو۔

کسی بھی علم وفن کے آغاز میں اس علم وفن کے اختلافی مسائل سے دل چسپی ہر گز نہ لو، بلکہ اصل مسئلہ کو سمجھنے اور ذہن نشین کرنے کی فکر کرو، اختلاف بین العلماء سے پرہیز اور اختلافی کتب

کے مطالعہ سے گریز ضروری ہے، ورنہ اختلاف کے پیچھے پڑ کر اصل مسئلہ ہی نگاہوں سے اوجھل رہ جائے گا اور اس سے وقت وزندگی کے ضیاع کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ہر علم وفن کے اصول وکلیات اور اصل مسائل میں دست رس کے بعد مزید وسعت نظر اور مہارت فن پیدا کرنے کے لیے ماہرین کے علمی مباحث اور اصولی اختلافیات کے مطالعہ میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ اس سطح پر اختلافیات کا مطالعہ ایک حد تک ضروری ہے۔

استاذ اگر علم کے متعلق باتیں کرے یا اور کوئی بات عمدہ بیان کرے تو اسے کسی کاغذ پر نوٹ کرو اور اسے خوب یاد کرو، اس بھروسہ پر نہ رہو کہ وہ تو میرے پاس رکھی ہوئی موجود ہے، کیوں کہ نہ معلوم تمہیں کب اور کہاں اس بات کی ضرورت پڑے تو اس کاغذ کو کہاں لیے پھروگے اور اگر گم ہوگیا تو تمہارا علم ہی گیا، اسی لیے کہا ہے کہ علم سینہ چاہیے، علم سفینہ نہیں، علم کی شان تو یہ ہے کہ نہ چور چرا سکے اور نہ وراثت میں تقسیم ہو سکے۔

شفیع المذنبیں آئے

اجالا اس طرح سے لے کے ختم المرسلیں آئے
فلک پہ چودھویں شب جس طرح ماہِ مبیں آئے

حرا کی خلوتیں اللہ اکبر! ایسی بابرکت
لیے آیات اقرأ حضرت روح الامیں آئے

ہدایت، علم و حکمت، مغفرت، سامان صد راحت
لیے دامان رحمت میں، بھلا کیا کیا نہیں آئے ؟

سرِ محشر اچانک عاصیوں کا شور اٹھے گا
شفیع المذنبیں آئے، شفیع المذنبیں آئے

تمنا ، آرزو، عارفؔ !خدا سے بس دعا یہ ہے
زباں پہ کلمۂ توحید وقت واپسیں آئے

کلام: حضرت مولانا فضل حق عارفؔ خیرآبادی استاذ مدرسہ عربیہ منبع العلوم خیرآباد، مئو (یوپی)

انٹرنیٹ کے منفی استعمال کے نقصانات

مولانا عبدالرؤف غزنوی
سابق استاذ: دارالعلوم دیوبند

اس میں کوئی شک نہیں کہ انٹرنیٹ مختلف معلومات کے لیے ایک ایسا اہم ذریعہ بن چکا ہے، جس کے ذریعہ انسان مختصر وقت کے اندر معمولی لاگت سے بے شمار دینی، علمی، اقتصادی اور سیاسی معلومات تک رسائی حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ حالاتِ حاضرہ سے بھی واقفیت حاصل کرسکتا ہے، اسی طرح اس کے توسط سے آپس میں معلومات کے تبادلے سے متعلق بھی کافی آسانیاں پیدا ہوچکی ہیں، یہی وجہ ہے کہ دورِ حاضر میں بے شمار لوگ اس کے ثناخواں نظر آتے ہیں، اور اپنی مجالس میں اس کی خوبیاں گننے اور بیان کرنے سے نہیں تھکتے۔

البتہ ایک افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ انٹرنیٹ کی ستائش کرنے والے اور اس پر فریفتہ ہونے والے اکثر حضرات اس کے نقصانات اور اُس کے منفی گوشوں پر سنجیدگی کے ساتھ غور نہیں کرتے، جس کی وجہ سے وہ آہستہ آہستہ مختلف دینی، جسمانی اور نفسیاتی مشکلات کے شکار ہوجاتے ہیں۔

ایسے آلاتِ جدیدہ کو جو مختلف الجہات یعنی فوائد ونقصانات دونوں پر مشتمل نظر آتے ہوں، اس وقت تک استعمال کرنے کی کوشش نہ کریں، جب تک ان کے مثبت ومنفی دونوں گوشوں پر غور اور دونوں کے درمیان موازنہ نہ کریں، اس لیے کہ انسان جلد باز واقع ہوا ہے، وہ مثبت گوشوں سے جلد متأثر ہوتا ہے اور منفی گوشوں سے غفلت برتتا ہے، چنانچہ ذرائع ابلاغ واشتہارات کے ذریعہ جب کسی نئی چیز کے فوائد اس کے علم میں آتے ہیں تو وہ فوراً اس کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے اس کے منفی گوشوں اور نقصانات پر غور کرنے کی کوشش نہیں کرتا، جس کے نتیجے میں وہ آہستہ آہستہ اس کے نقصانات کا شکار ہوجاتا ہے اور اس کو اندازہ بھی نہیں ہوتا، اور بالآخر بہت بڑا نقصان اُٹھاتا ہے۔''

پہلا نقصان: انٹرنیٹ کا پہلا نقصان یہ ہے کہ وہ بے حیائی وعریانیت پھیلانے، فسق وفجور کے مناظر پیش کرنے کا سب سے بنیادی اور سستا ذریعہ ہے، اس کے ذریعہ اخلاقی ودینی تباہی، نوجوان مرد وخواتین کی بے راہ روی وگمراہی، شر وفساد کی وادیوں میں ان کی ہلاکت اور اسلامی اقدار وپاکیزہ روایات سے ان کی لاتعلقی عام ہوتی جارہی ہے! کتنے والدین ایسے ہیں جو انٹرنیٹ سے منسلک ہونے کے بعد اپنی اولاد کی گمراہی کا رونا رورہے ہیں؟! اور کتنی نوجوان لڑکیاں ایسی ہیں جنہیں اس انٹرنیٹ کے توسط سے سبز باغ دکھایا گیا اور وہ دھوکہ کھا کر اپنے گھروں سے بھاگ گئیں؟! کچھ عرصے تک دھوکہ بازوں کی مذموم خواہشات کا نشانہ بن کر پھر بے یارومددگار چھوڑی گئیں، جس سے دنیا وآخرت دونوں کا نقصان اُنہیں اُٹھانا پڑا۔

دوسرا نقصان: انٹرنیٹ کے نقصانات میں سے دوسرا نقصان یہ ہے کہ اس سے منسلک اکثر لوگوں کے قیمتی اوقات اس کے استعمال کی وجہ سے ضائع ہوجاتے ہیں! وہ گھنٹوں تک بے حس وحرکت ہوکر اس کی اسکرین پر نظریں جما کر بیٹھتے ہیں، اور اکثر غیر ضروری بلکہ نقصان دہ اُمور کا مشاہدہ کرتے ہوئے ایک ہی نشست میں اپنے قیمتی اوقات میں سے ایک اچھا خاصا حصہ ضائع کردیتے ہیں اور اُن کو اندازہ تک نہیں ہوتا۔

تیسرا نقصان: ماہرین کا کہنا ہے کہ انٹرنیٹ کے زیادہ استعمال سے انسان ذہنی تناؤ اور نفسیاتی بیماریوں کا شکار ہوکر ہائی بلڈ پریشر، شوگر، جسمانی کاہلی وسستی اور وزن وموٹاپے کی زیادتی اور دیگر قلبی واعصابی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، اس لیے کہ جب انسان طویل وقت تک ایسی حالت میں اسکرین کے سامنے بیٹھا ہوا ہوتا ہے کہ صرف دماغ کے علاوہ اس کے دیگر اعضاء ساکت ہوں تو سارا دباؤ دماغ ہی پر ہوتا ہے، جسے وہ برداشت نہیں کرسکتا اور تناؤ کا شکار ہوجاتا ہے، اور باقی اعضاء طویل وقت تک حرکت نہ کرنے کی وجہ سے دیگر امراض کے شکار ہوجاتے ہیں!

چوتھا نقصان: احقر جس مسجد میں امامت وخطابت کی ذمہ داری انجام دے رہا ہے، اس مسجد کے نمازی حضرات اور دیگر متعلقین میں سے مختلف لوگوں نے بتایا کہ اُن کے بچے انٹرنیٹ

کی کثرتِ استعمال کی وجہ سے تعلیمی میدان میں کافی پیچھے رہ گئے، پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے ان کا تعلق کمزور پڑ گیا، اس لیے کہ وہ اپنا اچھا خاصا وقت انٹرنیٹ سے منسلک لیپ ٹاپ اور موبائل فون کی اسکرین کے سامنے بیٹھ کر خرچ کرتے ہیں اور جب تھک جاتے ہیں تو باقی وقت کھیل کود، کھانے پینے اور سونے میں خرچ کرتے ہیں، پڑھنے کے لیے ان کے پاس وقت نہیں بچتا۔

پانچواں نقصان: انٹرنیٹ دوسروں کی معلومات چُرا لینے کا ذریعہ بھی بن گیا ہے، چنانچہ بعض لوگ اس کے ذریعے دوسروں کی خفیہ معلومات تک جو اُن کے خصوصی اُمور یا بینک کے حسابات سے متعلق ہوں رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور پھر کبھی تو ان کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کرتے ہیں اور کبھی بینکوں سے اُن کی رقوم چُرا لیتے ہیں! اسی طرح کچھ لوگ انٹرنیٹ کے ذریعے مختلف علماء کی تالیفات و مضامین تک آسانی کے ساتھ رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور پھر اُن میں کچھ ردّ و بدل کر کے اپنی طرف منسوب کرتے ہیں، تا کہ وہ محنت وجد و جہد کے بغیر مصنّفین کی فہرست میں شامل ہو جائیں۔

چھٹا نقصان: انٹرنیٹ کے زیادہ استعمال کی وجہ سے اولاد و والدین، میاں بیوی اور دیگر قریبی رشتہ داروں کے درمیان دوریاں پیدا ہو رہی ہیں جس سے اُن کے آپس کے حقوق متأثر ہو کر ناچاقیاں جنم لے رہی ہیں، اور میاں بیوی کے درمیان تلخیاں بڑھتی جا رہی ہیں! یہاں تک کہ بعض دفعہ طلاق تک نوبت پہنچتی ہے۔ اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ خاندانی جھگڑے، قریبی رشتہ داروں اور میاں بیوی کے درمیان تلخیاں اور دوریاں پیدا ہونا بڑی ناکامی اور محرومی کی بات ہے۔

ساتواں نقصان: انٹرنیٹ کے ذریعے دینی ودنیوی موضوعات سے متعلق بڑے پیمانے پر غلط معلومات کی اشاعت کا کام بھی کیا جا رہا ہے، باطل تحریکات مسلمانوں کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے، ان کے عقائد کو بگاڑنے اور اپنے باطل عقائد ونظریات کو پھیلانے کی کوشش کرتی ہیں، اسی طرح خود مسلمانوں میں سے بعض کم علم یا باطل افکار کے حامل لوگ تفسیر وحدیث وفقہ اور دیگر دینی علوم سے متعلق ایسی غلط معلومات انٹرنیٹ کے ذریعے پھیلاتے ہیں جنھیں درست سمجھ کر ایک عام مسلمان دینی موضوعات سے متعلق غلطیوں کا شکار

ہوجاتا ہے، لہٰذا! جب تک کسی مستند ذریعے سے تصدیق نہ کی جائے اس وقت تک صرف انٹرنیٹ کی معلومات پر اعتماد نہ کیا جائے۔

انٹرنیٹ کے نقصانات میں سے مذکورہ بالا ایسے بنیادی سات نقصانات ہیں جن سے بچنے کے لیے ہر مسلمان مرد وخاتون کو ہوشیار رہنا چاہیے۔

انٹرنیٹ کے نقصانات سے بچنے کا راستہ

اب ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مندرجہ ذیل چند ایسی باتوں کا تذکرہ کرتے ہیں کہ اگر مسلمان مرد وخواتین ان باتوں کو ذہن نشین کرتے ہوئے ان پر عمل کریں گے، تو اُمید ہے کہ انٹرنیٹ کے نقصانات سے بچ سکیں گے:

پہلی بات: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ہر مسلمان مرد وخاتون کو نگاہ کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا ہے:

”قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ، وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ۔“ (النور: ۳۱-۳۰)

اے پیغمبر! ایمان والوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے، بلاشبہ جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ اس سے باخبر ہے، اور ایمان والی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدنگاہی کی تباہ کاری کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”النظرة سهمٌ من سهام إبليس مسمومةٌ۔“ (رواہ الحاکم فی المستدرک، ج:۴، ص:۳۴۹)

نظر شیطان کے زہر آلود تیروں میں سے ایک تیر ہے۔“

لہٰذا! ہر مسلمان مرد وخاتون کے لیے ضروری ہے کہ مندرجہ بالا نصوص کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے بدنگاہی اور بے حیائی وفساد کے مناظر سے اجتناب کرے، کیا خوب کہا ہے ایک عرب شاعر ابومحمد عبداللہ بن محمد اَندلسی قحطانی نے اپنے قصیدہ نونیہ میں:

وإذا خلوتَ برِيبة في ظلمة		والنفس داعية إلى الطغيان
فاستحي من نظر الإله وقل لها		إن الذى خلق الظلام يراني

''جب تمہیں تنہائی میں کسی تہمت والے کام کا موقع ملے اور تمہاری خواہش تمہیں گناہ کی دعوت دے رہی ہو تو ایسی حالت میں تم اللہ کی غیبی نگاہ سے شرم کرتے ہوئے اپنی خواہش سے کہو کہ جس ذات نے تاریکی پیدا کی ہے، وہ مجھے دیکھ رہی ہے۔

دوسری بات: اللہ تعالیٰ نے اپنے مسلمان بندوں کو جہاں عبادت کرنے کا حکم دیا ہے، وہاں اُن کے رشتہ داروں اور زیارت کرنے والوں اور خود اُن کی اپنی ذات کے حقوق کو بجالانے کا بھی حکم دیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

"إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا" (بے شک مؤمنوں پر مقررہ اوقات میں نماز فرض ہے)، اور فرماتے ہیں: "وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ" (اور رشتہ دار کو اس کا حق دو)۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلمنے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"فإن لجسدک عليک حقًا وإن لعينيک عليک حقًا، وإن لزوجک عليک حقًا وإن لزورک عليک حقًا" (رواہ البخاری، ج: ۱، ص: ۲۶۵)

''تیرے جسم کا تیرے اوپر حق ہے، اور تیری آنکھوں کا تیرے اوپر حق ہے، اور تیری بیوی کا تیرے اوپر حق ہے، اور تیرے زائرین کا تیرے اوپر حق ہے۔''

لہٰذا ہر مسلمان کے ذمے یہ ضروری ہے کہ ان تمام حقوق کا خیال رکھے اور اپنا نظام الاوقات اس طرح بنادے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد سب کے سب اپنے اپنے اوقات میں ادا ہوتے رہیں، اور انٹرنیٹ کے بے جا استعمال سے اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کرے اور نہ ہی اپنی صحت کو برباد کرے، اس لیے کہ صحت وفراغت اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ہیں، اگرچہ اکثر لوگ اُن کی قدر نہیں کرتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل حدیث ملاحظہ ہو:

”عن ابن عباس رضي اللّٰہ عنهما قال :قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم :نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس :الصحة والفراغ۔“(رواہ البخاری، ج:۲،ص:۹۴۹)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کی نعمتوں میں سے دو نعمتیں ایسی ہیں کہ بہت سے لوگ اُن کی ناقدری کرتے ہوئے دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک نعمت صحت وتندرستی اور دوسری نعمت فرصت وفراغت ہے۔“

تیسری بات: والدین اور سر پرستوں کے ذمے ضروری ہے کہ اپنی اولاد اور بچوں کو انٹرنیٹ کے نقصانات اور منفی گوشوں سے اچھی طرح آگاہ کریں، اور اُنہیں ان نقصانات سے بچنے کی تلقین کریں، اور خلوتوں میں ان کی سرگرمیوں کی کڑی نگرانی کریں، ان کو اس طرح آزاد ہرگز نہ چھوڑیں کہ وہ جو چاہیں کریں، تاکہ وہ شر وفساد کی خطرناک وادیوں میں ہلاکت سے محفوظ رہیں۔

چوتھی بات: اگر کسی کا اپنے اوپر یہ اعتماد نہیں کہ وہ انٹرنیٹ کے استعمال کی صورت میں اس کے منفی گوشوں سے بچ سکتا ہے تو ایسے شخص کے لیے شریعت کی روشنی میں اس کا استعمال تنہائی میں جائز نہیں، لہٰذا وہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے اور بوقت ضرورت صرف مثبت انداز میں اپنے بزرگوں یا نیک ساتھیوں کی موجودگی میں اُسے استعمال کرے۔

اپنے اس مضمون کے آخر میں شاعر مشرق علامہ اقبال مرحوم کا ایک شعر ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے:

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساسِ مروّت کو کچل دیتے ہیں آلات

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں اور بالخصوص ان کی نئی نسل کو اپنے دین پر استقامت عطا فرماتے ہوئے دشمنانِ اسلام کے پھندوں اور شیطان کے فریبوں سے محفوظ فرمائے۔

دین ودنیا کی عزت کا حصول کیسے؟

مولانا محمد معاویہ سعدی استاذ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے کتاب وسنت کی واضح تعلیمات کی روشنی میں مسلمانوں کی موجودہ تمام تر پریشانیوں اور سوختہ سامانیوں کا سبب: اُن کی دین سے دوری، آخرت سے بےفکری اور دنیا میں ضرورت سے زیادہ انہماک کو قرار دیا تھا، اور اس کے علاج کے لیے مواعظ، ملفوظات، کتابوں اور رسالوں کا طویل بابرکت اور بافیض سلسلہ جاری فرمایا تھا، انہی کتابوں میں سے (عقائد، عبادات، معاشرت، اخلاق اور دین کے دیگر اہم شعبوں سے متعلق چھبیس ''اَرواح'' پر مشتمل) ایک اہم کتاب ''حیات المسلمین'' نامی بھی تصنیف فرمائی تھی، جس کے بارے میں خود اِرشاد فرماتے ہیں: ''حق تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری بہت سی تصانیف ہیں، مگر اپنی اِس تصنیف ''حیات المسلمین'' کے بارے میں مجھے گمان ہے کہ یہ کتاب میرے لیے نجات کا ذریعہ بن جاوے گی''۔

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا: ''اِس فلاح کی تدبیر بتلانے کے لیے میں نے ''حیات المسلمین'' ایک رسالہ لکھا ہے، اس کے لکھنے میں مجھ کو بہت تعب ہوا، پھر اس کے انتخاب اور سہل بنانے میں بھی'' (ماخوذ از: مقدمۂ کتاب)۔

حضرتؒ نے اِس کتاب کے لیے اپنی مخصوص علمی زبان میں ایک جامع اور وجیز مقدمہ بھی تحریر فرمایا تھا، پھر عوام کی سہولت کے پیش نظر بوقتِ طباعت حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس کی تسہیل اور تشریح بھی فرمادی تھی، جس سے اس کی افادیت اور زیادہ عام وتام ہوگئی۔

حضرت مفتی صاحبؒ اپنی پچیس صفحاتی ''تسہیلِ مقدمہ'' کے آخر میں فرماتے ہیں: ''ضرورت ہے کہ مسلمان ان (اَرواح واعمال) کی خود پابندی کرنے، اور اپنے احباب واعزا، اور عام مسلمانوں میں ان کی اشاعت، اور اُن پر عمل کی ترغیب میں پورے اہتمام سے کوشش کریں، مسلمانوں کے اکثر افراد بھی اگر اِن اعمال میں سے اکثر کے بھی پابند ہوگئے تو وہ دن دور نہیں کہ مسلمان گردابِ مصائب سے نکل کر، عافیت وعزت اور راحت وطمانینت کی زندگی حاصل کریں، واللّٰہ الموفق والمعین'' (ص ۴۱)۔

اِن افاداتِ اشرفیہ کی افادیت واہمیت کے پیشِ نظر بتوفیقہ تعالیٰ دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اِن مضامین کو (معمولی تصرف کے ساتھ) تھوڑا تھوڑا کرکے، وقتاً فوقتاً اپنے قارئین کی خدمت میں بھی پیش کیا جائے، اِن شاء اللہ ہم سب کے لیے نافع اور مفید ہوگا، وما علینا إلا البلاغ، واللّٰہ ولي الهداية والتوفيق۔ محمد معاویہ سعدی

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ ''تسہیلِ مقدمہ'' (ص ۳۱–۳۸) میں فرماتے ہیں: ''... مسلمانوں

کے سوا دوسری قومیں خدا تعالی کی مرضی و نامرضی اور حلال وحرام سے بے فکر ہو کر دنیوی ترقی کے لیے کوئی اسکیم بنا دیں، تو دنیا کی ظاہری حیات میں اس کا کامیاب ہو جانا ممکن ہے، گو حقیقی راحت حاصل نہ ہو، مگر ظاہری سامانِ راحت اور عزت و دولت ان کو اِختراعی نظام: نازی اِزم، کمیونزم اور سوشل اِزم (مروّجہ جمہوریت) وغیرہ کے ذریعہ حاصل ہو جاوے، تو بعید نہیں۔

غرض جن لوگوں نے متاعِ دنیا اور اس کے چند روزہ ظاہری ساز و سامان ہی کو اپنا محبوبِ حقیقی اور قبلۂ مقصود بنالیا ہے، اور جن کی حالت قرآن نے یہ بیان کی ہے کہ: {اَلَّذِیۡنَ رَضُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ اطۡمَاَنُّوۡا بِهَا}۔ (وہ لوگ جو صرف حیاتِ دنیا پر راضی اور مطمئن ہو گئے)۔

حقیقت شناس، صاحبِ بصیرت تو اُن کو یہی کہیں گے کہ:

آنا نکہ بجز روئے تو جائے نگرانند	کوتہ نظر انند چہ کوتہ نظر انند

(جو لوگ صرف تمہارے چہرے ہی پر نظر جمائے ہوئے ہیں، وہ انتہائی کوتاہ نظر ہیں)

لیکن بہر حال اُن کا یہ مقصود برلن اور امریکہ کی منڈیوں میں، چین و جاپان کے بازاروں میں، اسٹالن اور مارکس کی چوکھٹ پر جبہ سائی کرنے میں حاصل ہو جانا ممکن ہے، لیکن مسلمان جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے والا ہے، وہ ان بے دینوں کی نقل اتار کر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا، اس کے لیے دنیوی عزت و دولت کے حصول میں بھی بجز سبز گنبد میں آرام فرمانے والے، تاجدارِ مدینہ، سید الانبیاء والمرسلین، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے کہیں جائے پناہ نہیں، ہمارے خواجہ صاحب مرحوم نے خوب فرمایا ہے:

بنیں ہم نہ ہندی، نہ روسی نہ نازی　　بنالیں بس اپنے کو سچا حجازی
ہم ہی پھر بہر حال لے جائیں بازی　　مریں تو شہید، اور ماریں تو غازی

تاریخ اسلام کا مجریٰ اس پر شاہد ہے کہ مسلمان قوم نے جب کبھی اُسوۂ حسنۂ نبویہ سے منھ موڑا تو دنیا کی عزت و دولت نے بھی اس سے منھ موڑ لیا، جس وقت وہ تعلیماتِ نبویہ کے حامل اور ان پر پورے عامل تھے تو ان کے عروج و اِقبال کا یہ عالم تھا کہ جنگل میں سر کے نیچے اینٹ رکھ کر

سوجانے والے امیرالمؤمنین کے نام سے کسریٰ وقیصر کے محلات میں زلزلہ پڑ جاتا تھا ؎

قباؤں میں پیوند، پیٹوں پر پتھر قدم کے تلے تاجِ کسریٰ وقیصر

اور جب انھوں نے اس میں غفلت وکوتاہی شروع کی، تو چاردانگ عالم میں ان کی پھیلی ہوئی سلطنت وحکومت خودبخود سمٹنا شروع ہوگئی ، نہ اندلس کے قصرحمراء وزہرا اُن کو بچا سکے، اور نہ مصروقاہرہ کی قوت قاہرہ کام آسکی، پھر جب کبھی سنبھلے تو حکومت سنبھل گئی، اور بہکے تو سلطنت وحکومت میں بھی زوال آ گیا۔

غرض مسلمانوں کی دنیوی مصائب وآفات اور عزت ودولت اور حکومت وغیرہ سے محرومی بھی اُن کے برے اعمال کے نتائج اور تعلیماتِ قرآن وحدیث سے غفلت اور اِعرض کے ثمرات ہیں، اگر ماضی کا تجربہ مستقبل کے لیے مشعلِ ہدایت اور درسِ عبرت ہوسکتا ہے تو مسلمانوں کے عہد ماضی کا طویل وعریض زمانہ اوراس کی تاریخ کا ہرمرقع اُن کو ان کی ہرصلاح وفلاح کے لیے صرف ایک سبق دیتا ہے، جو بالکل واضح اور جلی ہے، جس کو امامِ مدینہ حضرت مالک بن انسؒ کے الفاظ میں اس طرح بیان کیا جاتا ہے: **لَنْ یُصْلِحَ اٰخِرَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلاَّ مَاصَلُحَ بِہٖ اَوَّ لُھَا** ۔ (التمہید لابن عبدالبر (وہب بن کیسان عن مالک: ۱۵/۳۱ ۹)

(اِس امت کے آخری دور کی اصلاح بھی کوئی چیز بجز اُس طریقِ کار کے نہیں کرسکتی جس کے ذریعہ اِس امت کے دورِاول کی اصلاح ہوئی تھی)۔

اور یہ ظاہر ہے کہ وہ طریقِ کار جس نے عرب کے بدوؤں کو تہذیبِ انسانی کا معلم، وحشیوں کو سیاست مندوں کا مجدد، گمراہوں کو دنیا کا رہبر، بداخلاقوں کو خوش اخلاقی کا پیکر، مریضوں کو مسیحا بنا دیا، وہ کیا تھا؟ صرف قرآنی نظام، اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وارشادات کا اِتباع۔

آج کل مسلمان ہرطرف سے اَعداء کے نرغہ اور طرح طرح کی مصائب سے پریشان ہوکر قسم قسم کی تدبیریں اِس بلا سے نکلنے کے لیے استعمال کررہے ہیں، لیکن افسوس کہ ان تدبیروں

میں بار بار کی ناکامی ونامرادی کے باوجود وہ نہیں آتے تو صرف اُس تدبیر کی طرف، جو اُن کی سب کامیابیوں کی کفیل اور تجربہ سے صحیح ویقینی ثابت ہوچکی ہے، یعنی اللہ تعالی کے ساتھ اپنے تعلق کو صحیح اور مضبوط کرنا، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تدبیروں پر عمل کرنا، ولنعم ما قیل ؎

نہ ہرگز اُن پہ غالب کسبِ مال وجاہ سے ہوگے
نہ جب تک حملہ آور اُن پہ دینی راہ سے ہوگے
نہ ہرگز کامراں سعیٔ گہ و بے گاہ سے ہوگے
نہ جب تک مل کے سب وابستہ "حبل اللہ" سے ہوگے

اس کا یہ مطلب نہیں کہ رفعِ مصائب کے لیے اپنی قوت، اور دشمنوں سے حفاظت کی ظاہری تدبیریں بے کار وفضول ہیں، کیوں کہ تعلیماتِ قرآن وحدیث میں خود اِن مادی تدبیروں کا بھی اہتمام موجود ہے، بلکہ مقصد یہ ہے کہ اِن مادی تدبیروں میں تو تمہارے دشمن تم سے کہیں زیادہ اور آگے ہیں، اور جب تک تم سامان جمع کرکے اُن کے درجہ تک پہنچو گے وہ اس سے بہت آگے پہنچ لیں گے، اِس لیے صرف اِن ظاہری تدابیر اور مادی قوت کی فراہمی سے مسلمان کسی وقت بھی اُن سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتے۔

مسلمانوں کی وہ مخصوص قوت جس کا کسی دوسری قوم کے پاس جواب نہیں، اُن کا وہ میگزین جس کے سامنے ساری دنیا کی طاقتیں سرنگوں ہیں، اور جس نے ان کے قلتِ عدد اور قلتِ سامان کے باوجود تاریخ اسلام کے ہر دور میں ان کو دوسروں پر ہمیشہ فتح مند اور سر بلند کیا، وہ صرف ان کا تعلق مع اللہ اور وہ روحانی رشتہ ہے جو ان کو ساری قوتوں کے خالق ومالک کے ساتھ حاصل ہے، جس کے لازمی نتیجہ میں اِمداد غیبی، نصرتِ الٰہی، فرشتوں کی امداد، دوسری قوموں پر رعب وغیرہ ہر قدم پر اُن کے ساتھ ہوتے ہیں۔

مگر یہ ظاہر ہے کہ یہ رشتہ وتعلق صرف اِطاعت وفرمانبرداری سے حاصل ہوسکتا ہے،

نافرمانی کے ساتھ باقی نہیں رہتا۔

غزوۂ بدر میں جو فرشتوں کا لشکر مسلمانوں کی اِمداد کے لیے اتر آیا تھا، وہ یقیناً جناب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور برکت کا ثمرہ تھا، مگر وہ صرف مجاہدین بدر کی خصوصیت نہیں تھی، اور نہ اس زمانہ کی خصوصیت، بلکہ حسبِ تصریح قرآنی اُس کا مدار اِطاعتِ خداوندی پر، اور اس میں بھی خصوصاً ''صبر'' و ''تقویٰ'' کے دو جوہروں پر تھا، جو اس میدان کے سپاہیوں کو حاصل تھے، اسی مضمون کو قرآن حکیم نے اس آیت میں بالفاظ شرط ظاہر کیا ہے:

{بَلٰیٓ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْکُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَةِ الٰاَفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُسَوِّمِیْنَ}۔[آل عمران آیت:۱۲۵]

(بے شک اگر تم صبر وتقویٰ اختیار کرو، اور کفار یکبارگی تم پر آپڑیں تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری امداد فرمائے گا، جو صف بصف ہوں گے)

مسلمان اگر آج بھی حق تعالی کے ساتھ اپنا تعلقِ اطاعت اسی طرح مستحکم کرلیں اور صبر وتقویٰ کے اوصاف پیدا کرلیں تو اس کے فرشتے آج بھی زندہ وموجود اور نصرتِ مسلمین کے لیے تیار ہیں:

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اسی مضمون کو قرآن کریم کی دوسری آیت میں بالفاظِ ذیل ارشاد فرمایا: {وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَایَضُرُّکُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئاً}۔[آل عمران آیت:۱۲۰] (بے شک اگر تم صبر وتقویٰ اختیار کرلو، تو تمھیں دشمن کا کید کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا)۔

یہ مسئلہ کہ مسلمانوں کی فتح ونصرت کا سب سے بڑا سبب: اُن کا تعلق مع اللہ اور نصرتِ خداوندی ہے، صرف نظری اور فکری نہیں، بار بار کے پیہم تجربوں نے اس کو ایسا بدیہی کردیا تھا کہ جو مسلمان کسی سبب سے عملی کوتاہیوں میں مبتلا بھی تھے، وہ بھی علمی اور فکری درجہ میں اس پر یقین رکھتے تھے کہ ہماری

فلاح وکامیابی صرف اطاعتِ خداوندی اورتعلیماتِ قرآن کے ساتھ وابستہ ہے۔

اِسلامی فرماں رواؤں میں سب سے مجرم اور ظالم حجاج بن یوسف ثقفی مشہور رہے، اس کاایک فرمان نمونہ کے لیے دیکھیے:

محمد بن قاسمؒ فاتح سندھ نے جب دریائے سندھ کو عبور کرلیا، اورراجہ داہر کی زبردست ہاتھیوں کی فوج سے مقابلہ ٹھن گیا،توحجاج بن یوسف ثقفی (جوعراق کے وائسرائے کی حیثیت رکھتا تھا،اُس) کا خط محمد بن قاسم کے نام بمضمونِ ذیل پہنچا:

''پنج وقتہ نماز پڑھنے میں سستی نہ ہو،تکبیر وقرأت، قیام وقعوداور رکوع وسجود میں خدا تعالیٰ کے روبرو تضرع وزاری کیا کرو، زبان پر ہر وقت ذکرِ الٰہی جاری رکھو، کسی شخص کو شوکت وقوت خدا تعالیٰ کی مہربانی کے بغیر میسر نہیں ہوسکتی، اگر تم خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ رکھو گے تو یقینا مظفر ومنصور ہوگے''۔(آئینہ حقیقت نما ص ۱۰۵، مصنفہ مولانا اکبر شاہ خاں نجیب آبادی)

پھر راجہ داہر کے مارے جانے کا حال محمد بن قاسم نے حجاج بن یوسف کو لکھا،تو قاصد حجاج کی طرف سے یہ خط لے کر آیا:

''تمہارا اہتمام وانتظام اور ہر ایک کام شرع کے موافق ہے،مگر ہر خاص وعام کو امان دینے اور دوست ودشمن میں تمیز نہ کرنے سے ایسا نہ ہو کہ کام بگڑ جائے، جولوگ بزرگ اور ذی وقعت ہوں ان کو ضرور امان دو،لیکن شریر اور بدمعاشوں کو دیکھ بھال کر آزاد کیا کرو، اپنے عہد وپیمان کا ہمیشہ لحاظ رکھو، اورامن پسند رعایا کی استمالت کرو''۔(آئینہ حقیقت نما)

یہ کسی حجرہ نشین مُلّا کی تلقین، یا کسی خانقاہ کی تعلیم نہیں، ایک رعب داب والے بااختیار امیر (وائسرائے) کا فرمان ہے،اورامیر بھی وہ کوئی خلفائے راشدین میں سے نہیں،صلحاء ومتقین میں سے نہیں،سب سے زیادہ بدنام امیر ہے،مگر اتنی بات پر وہ بھی کامل یقین رکھتا ہے اوراپنے ماتحت حکام کو اس کا فرمان بھیجتا ہے کہ یہ ہماری عبادات: نماز، روزہ اور دیگر احکامِ قرآنیہ کی اطاعت ہی ہماری فتح وظفر کی روح ہے،اور ہماری ہر دنیوی کامیابی بھی اسی میں مضمر ہے۔

قریب قریب اسی مضمون کا ایک فرمان حضرت فاروقِ اعظمؓ نے اپنے عہد خلافت کے تمام مسلم حکام کے نام جاری فرمایا تھا، جس کو امام مالکؒ نے ''موطاؔ'' میں بالفاظِ ذیل روایت کیا ہے: ''اِنَّ اَهَمَّ اَمرِ كُمْ عِنْدِیْ الصَّلوٰةُ، فَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ''۔ (الموطأللإمام مالک: کتاب الصلوٰۃ باب وقوت الصلاۃ: ٦)

(میرے نزدیک تمہارے سب کاموں میں سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے، جس نے اس کو ضائع کر دیا وہ دوسرے کام کو اور بھی زیادہ ضائع کرے گا)۔

یہ حکم بھی کوئی درسگاہی اور خانقاہی تلقین نہیں، جس کو کوئی روشن خیال یہ کہہ کر نظر انداز کر دے کہ یہ سیاست سے نا آشنا خلوت نشینوں کے خیالات ہیں، بلکہ اُمتِ اسلامیہ کے سب سے بڑے مدبر جرنیل، اور سیاست داں امیر المومنین کا فرمان ہے، جو طلباء اور عوام کو نہیں، بلکہ حکام وامراء کو بھیجا جاتا ہے کہ وہ خود بھی اس پر عامل ہوں اور دوسروں سے بھی عمل کرائیں۔

فاتحِ مصر عمرو بن عاصؓ کو مصر جیسے عظیم الشان ملک کا محاصرہ کیے ہوئے صرف ایک مہینہ گزرا تھا کہ فاروق اعظمؓ کو اتنی تاخیر بھی اسلامی فتوحات کے دستور پر نا گوار ہوئی، اور تاخیرِ فتح کے مرض کی تشخیص اور اس کے علاج کی تجویز یہ فرمائی:

''معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دل میں مصر وقاہرہ کے اموال عظیمہ کی طمع آ گئی، اور اخلاصِ عمل میں کمی آ گئی، یہی سبب تاخیر کا ہو رہا ہے، جمعہ کے روز نمازِ جمعہ کے بعد اپنے ان خیالات سے توبہ اور نصرتِ الٰہی کے لیے دعا کر کے یکبارگی حملہ کرو''

عمرو بن عاصؓ نے حکم کی تعمیل کی تو اسی روز میدان ہاتھ میں، اور مصر کا تخت زیر قدم تھا۔

یہ واقعات ہیں، جن سے تاریخ اسلام کے صفحات لبریز ہیں، کہاں تک نقل کیا جائے، خلاصہ یہ ہے کہ آج کے مسلمان اپنی کامیابی وفلاح کی دوا کبھی جرمن اور اسٹالن کے کارخانوں میں، اور کبھی برطانیہ اور امریکہ کے ایوانوں میں تلاش کرتے ہیں، لیکن جو اِکسیر اعظم ان کے گھر میں موجود، اور جس کا استعمال سہل اور ان کے مزاجِ ملی کے بالکل موافق

اور بار بار کے تجربہ سے اس کا اثر یقینی ہے، اسی کی طرف توجہ نہیں کی جاتی ؎

یک سبد پر ناں ترا بر فرق سر
تو ہمی جوئی لبِ ناں در بدر

(روٹیوں سے بھرا ٹوکرا تیرے سر پر رکھا ہے، اور تو ایک لقمہ روٹی کے لیے در بدر بھٹک رہا ہے)

الغرض اب تو بار بار کے تجربوں نے ثابت کر دیا کہ نئی روشن خیالی کے ناخنِ تدبیر مسلمانوں کی اِس گتھی کو سلجھانے میں ناکام، اور مغربی سیاست کا راستہ مسلمان قوم کے لیے یقینا ناموافق ثابت ہوا۔

اب تو یقین ہو جانا چاہیے کہ ان کی فلاح غیروں کی نقالی، اور ان ہی کی اصطلاح میں ''آگے بڑھنے'' میں نہیں، بلکہ اَب سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے کی طرف لوٹ جانے، اور صرف اسی سیاست کو اختیار کرنے میں ہے، جو قرآنی بنیادوں اور اسلامی اخلاق و معاملات اور صبر و تقویٰ پر قائم ہو، جس میں صدیق و فاروق کی سیاست کا رنگ ہو، جس کی بلندی و برتری کو آج بھی دنیا کا ہر دانش مند ماننے کے لیے مجبور ہے، ابھی پچھلے دنوں خود مسٹر گاندھی نے اس کا اِقرار و اعلان کیا کہ صرف صدیق و فاروق ہی کی سیاست قابلِ تقلید سیاست ہے۔

خدا کرے کہ مسلمان جب اس پر توجہ دیں اور مسلمانوں کی قومی فلاح کے لیے ظاہری تدابیر کے ساتھ اس روحانی تدابیر یعنی تعلق مع اللہ کو مضبوط کرنے میں پوری سعی کرنے لگیں تو فلاح و کامیابی ان کے ساتھ ہو، **وما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز**

متخصصینِ حدیث جامعہ مظاہر علوم کے لئے

ضروری اعلان

جامعہ کے متخصصین حدیث شریف کی خدمت میں جمادی الاولی ۱۴۴۰ھ/جنوری ۲۰۱۹ء میں ایک سوالنامہ ان کے گھروں کے پتے پر ارسال کیا جاچکا ہے ،لیکن بہت سے متخصصین حدیث دوسرے علاقوں اورشہروں میں مقیم ہیں ،اسی لئے یہ سوالنامہ ’’ماہنامہ مظاہر علوم‘‘ میں شائع کیا جارہاہے،امید ہے کہ جامعہ مظاہر علوم سے تخصص حاصل کئے ہوئے طلبہ کے یہ مطالعہ میں آئے گا اور وہ فوری طور پر اس کا جواب دیں گے،ان جوابات کو سامنے رکھ کر متخصصین کی ایک وقیع دستاویز مرتب کی جارہی ہے۔ محمد شاہد غفرلہ

مکرم ومحترم بندہ مولانا.................... زید مجدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے،الحمدللہ کہ یہ احقر بھی بعافیت ہے۔

جناب کے علم میں یہ بات ہے کہ اللہ جل شانہ کے فضل وکرم سے بندہ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی تاریخ اوراس کی خدمات پر متعدد کتابیں مرتب کرچکا ہے، چنانچہ مخدومنا شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے فرمان پر ’’تاریخ مظاہر‘‘، ’’جامعہ مظاہر علوم اہلِ کمال کی نظر میں‘‘، ’’علمائے مظاہر علوم اوران کی علمی وتصنیفی خدمات‘‘ دوجلدوں میں مرتب کیں، ان میں ایک کتاب ’’جامعہ مظاہر علوم اہلِ کمال کی نظر میں‘‘ کچھ عرصہ بعد انگریزی زبان میں انگلینڈ سے شائع ہوئی ، دوسری کتاب ’’علمائے مظاہر علوم اوران کی علمی وتصنیفی خدمات‘‘ اشاعتِ اول کے چندسال بعد وسیع اور کثیر اضافوں کے ساتھ پانچ جلدوں میں شائع ہوئی اور پھر اللہ کے فضل وکرم سے اس کا عربی ایڈیشن بھی منظر عام پر آیا۔

ان تین کتابوں کے علاوہ حال ہی میں جامعہ مظاہر علوم کی قومی وملی اورسیاسی تاریخ پر چار جلدوں میں ایک وقیع دستاویز ’’تحریکِ آزادی ہند اور جامعہ مظاہر علوم سہارنپور‘‘ کے

نام سے شائع ہوچکی ہے جس کے مجموعی صفحات تقریباً چودہ سو(۱۴۰۰) ہیں۔

اس تفصیل کے بعد اب مجھے یہ لکھنا ہے کہ آج سے پچیس سال قبل شوال ۱۴۱۵ / اپریل ۱۹۹۵ء میں جامعہ مظاہرعلوم میں بندہ کی تجویز اور درخواست پر شعبۂ تخصص فی الحدیث شریف کا قیام عمل میں آیا تھا، اس کی مختصر تاریخ اور اصول وضوابط نیز اس کا دستور ونصاب بھی بندہ نے کتابی شکل میں مرتب کر کے شائع کر دیا تھا۔

جامعہ مظاہرعلوم میں ہونے والے مجلس شوریٰ کے اجلاس منعقدہ ۱۱رذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۵رجولائی ۲۰۱۸ء میں بندہ نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ شعبۂ تخصص فی الحدیث کا باضابطہ سالانہ جلسہ منعقد کیا جائے اور اس میں علمائے حدیث شریف کو خصوصیت کے ساتھ مدعو کیا جائے، مجلس شوریٰ میں موجود دس حضرات اراکین شوریٰ نے متفقہ طور پر اس تجویز کو منظور کر کے یہ اجلاس منعقد کرنے کی اجازت دی، اب یہ اجلاس ان شاء اللہ تعالیٰ شعبان ۱۴۴۰ھ/ اپریل ۲۰۱۹ء تک کسی بھی تاریخ میں منعقد ہوگا اور انعقاد کی تاریخ سے باضابطہ طور پر جناب کو مطلع کیا جائے گا۔

اس اجلاس کے لئے علمی وتاریخی ضرورت کے پیش نظر بندہ ضروری سمجھتا ہے کہ شروع سے اب تک شعبۂ تخصص فی الحدیث سے جتنے طلباء فارغ اور متخصص ہو کر تیار ہوئے ہیں ان کے حالات اور علمی وتصنیفی خدمات پر ایک مستند ومعتبر کتاب مرتب کی جائے تا کہ اس شعبہ کی افادیت اور نافعیت کھل کر سامنے آجائے اور پھر یہ مستند ومعتبر کتاب بعد میں مظاہرعلوم کی خدماتِ حدیث کی روشن اور تابناک تاریخ میں مزید اضافہ کر کے اس کی کلاہِ افتخار کی ایک اور کلغی بن سکے۔

اس اہم مقصد کے پیش نظر یہ سوالنامہ آپ کی خدمت میں ارسال ہے، امید کہ پہلی فرصت میں تسلی بخش جوابات سے مطلع فرمائیں گے۔

سوالات:-

۱— مکمل نام مع ولدیت ووطنیت۔

۲— تاریخ پیدائش اور حصولِ علم کی تفصیلات۔

۳— دورۂ حدیث شریف کس سن میں کہاں پڑھا اور اس میں آپ کے اساتذہ کون کون تھے۔

۴— شعبۂ تخصص جامعہ مظاہر علوم میں کس سن میں داخلہ لیا اور یہاں کس استاذ سے کون سی کتاب پڑھی۔

۵— یہاں دورانِ تعلیم آپ نے جو مقالہ لکھا اس کا موضوع اور عنوان کیا ہے۔

۶— فراغت کے بعد سے اب تک کے علمی اور درسی مشاغل اور مصروفیات کیا کیا رہیں اور فی الحال آپ کس مدرسہ میں علمی و درسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

۷— جامعہ مظاہر علوم سے تخصص حدیث کی تکمیل کے بعد آپ نے کن کن موضوعات پر قلم اٹھایا اور کیا کیا کتابیں تصنیف کیں۔

۸— ان کے علاوہ آپ اپنی علمی زندگی سے متعلق کوئی اور واقعہ لکھنا چاہیں تو ضرور لکھیں، بالخصوص اصلاح وتربیت کے سلسلہ کے واقعات

نوٹ:-(۱) ان تمام سوالات میں سب سے اہم اور ضروری سوال آپ کی تصنیفات اور علمی تحقیقات سے متعلق ہے۔

اس لئے گذارش ہے کہ اپنی تصنیفات کا ایک ایک نسخہ جامعہ مظاہر علوم کے کتب خانہ کے لئے ضرور ارسال فرمائیں۔

(۲) اس سوالنامے کے جواب میں کسی بھی طرح کی سستی یا تاخیر باعثِ شکایت ہوگی، کیونکہ یہ آپ کی مادرِ علمی کا آپ پر حق ہے۔

(۳) مطلع فرمائیں آپ کا اصلاحی یعنی بیعت وارشاد کا تعلق کس بزرگ سے ہے؟

(۴) سماعت کرنے والے متخصصین بھی اس سوالنامہ کے مخاطب ہیں، وہ بھی اپنے جوابات بھیج دیں۔

بندہ محمد شاہد غفرلہ
امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور
یکم ربیع الثانی ۱۴۴۰ھ ۹/دسمبر ۲۰۱۸ء

تا ابد اُونچا رہے گا اُن کی عظمت کا نشاں

تذکرہ-افتخار الاولیاء حضرت مولانا افتخار الحسن کاندھلوی علیہ الرحمۃ

تذکرہ نگار: مولانا قاری احمد ہاشمی
استاذ جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

پیدائش اور خاندانی پس منظر آپ کی پیدائش ۱۱ر جمادی الاول ۱۳۴۰ھ مطابق ۱۰ر جنوری ۱۹۲۲ء کو کاندھلہ میں ہوئی، آپ کی دادی صاحبہ بی بی امۃ الرحمن م ۱۳۴۲ھ تھیں جو کہ امی بی کے نام سے مشہور تھیں اور اپنے زمانے کی رابعہ بصری تھیں، اس وقت کے بڑے بڑے علماء واکابرین کاندھلہ آپ کی خدمت میں دعاؤں کے لئے حاضر ہوتے تھے جن میں حضرت اقدس گنگوہی، حضرت سہارنپوری وحضرت اقدس تھانوی جیسے حضرات تھے، امی بی فرماتی تھیں کہ باوا جی (حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلوی) نے سات سال کی عمر میں مجھے بیعت کرلیا تھا اور رمضان میں اعتکاف کرایا جس کے بعد سے میری تہجد کی نماز قضا نہیں ہوئی، امی بی کے متعلق حضرت مولانا الیاس صاحب کاندھلوی فرماتے تھے کہ امی بی کی نماز کی جھلک حضرت گنگوہی کی نماز میں دیکھی اور بس ۱۰۶ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

آپ کے والد مولوی رؤف الحسن صاحب جید حفاظ میں سے تھے، ایک مرتبہ مظفر نگر سے وطن کاندھلہ آنا ہوا رمضان میں، تو والدہ محترمہ نے کہا کہ چل آج تو تراویح پڑھا معلوم نہیں کچھ یاد بھی ہے یا نہیں بس نیت باندھ کر دو رکعت میں پورا قرآن مجید مکمل کر کے سلام پھیر دیا اور فرمایا کہ میں نے دو پڑھا دی باقی اٹھارہ پوری کرلینا، مولوی رؤف الحسن کا انتقال بھی رمضان ۱۳۶۵ھ میں قبل عصر ہوا اور مظفر نگر میں تدفین ہوئی۔

آپ کا شجرہ نسب ۳۵ واسطوں سے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔

آپ کے والد محترم مولانا رؤف الحسن صاحب کی یکے بعد دیگرے دو شادیاں ہوئیں

پہلی شادی اپنے چچا مولانا محمد اکبر کی چھوٹی بیٹی سے کی، جن سے تین بھائی اور تین بہنیں ہوئیں، جس میں مولانا نجم الحسن ومولانا احتشام الحسن خلیفہ ورفیق خاص بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب وحکیم قمر الحسن وتین صاحبزادیاں جو یریہ خاتون زوجہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب بانی تبلیغ وامۃ المتین زوجہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی وامۃ الدیان زوجہ مولوی ظہیر الحسن۔

دوسری شادی جھنجھانہ میں ہوئی ان سے مولانا اظہار الحسن صاحب ومولانا مفتی افتخار الحسن صاحب کل آٹھ بہن بھائی ،اس اعتبار سے آپ بانی تبلیغ مولانا الیاس اور حضرت شیخ زکریا صاحب کے برادر نسبتی ہوئے۔

تعلیم آپ کی ابتدائی تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے ہوا، حافظ رحیم بخش عرف حافظ منگتو م ۱۳۴۷ھ نے بسم اللہ کرائی ، حافظ صاحب اپنے وقت کے حفظ کے مشہور اساتذہ میں تھے پینتالیس سال قرآن مجید کی خدمت کی اور ساڑھے چار سو سے زائد حفاظ تیار کئے۔

حفظ سے فراغت کے بعد مدرسہ کاشف العلوم نظام الدین گئے لیکن طبیعت اچھی نہیں رہ سکی تو واپس مظفر نگر تشریف لے آئے اور مدرسہ مرادیہ میں شرحِ جامی تک پڑھا۔

مظاہر علوم میں ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۹ء میں جامعہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ لیا اور مستقل پانچ سال یہاں رہ کر ۱۳۶۲ھ میں دورہ حدیث شریف پڑھا اس کے بعد ایک سال فنون میں داخلہ لیکر مزید کتابیں پڑھیں۔

اساتذہ مظاہر علوم مظاہر علوم سہارنپور میں آپ نے ان حضرات سے یہ کتابیں پڑھیں: حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سے بخاری شریف جلد اول اکثر حصہ وجلد ثانی مکمل

حضرت مولانا عبد الطیف صاحب سے بخاری جلد اول کچھ حصہ

حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رامپوری سے مسلم شریف وموطا امام محمد

حضرت مولانا عبدالرحمن کامل پوری سے طحاوی، ترمذی وشمائل ترمذی
حضرت مولانا زکریا قدوسی سے جلالین، بیضاوی وتفسیر مدارک
مولانا مفتی محمد سعید اجراڑوی سے ہدایہ اولین ہدایہ ثالث ومشکوٰۃ شریف
مولانا امیر احمد کاندھلوی سے میر قطبی ومقامات
مولانا ظریف صاحب سے نورالانوار
مولانا عبدالشکور کامل پوری سے شرح وقایہ، ملاحسن، ملا جلال، میرزاہد، ہدایہ رابع،
ابن ماجہ وموطا امام مالک
امام النحو علامہ صدیق کشمیری سے مختصر المعانی ومیبذی

سند حدیث حدیث شریف کی سند آپ کو حضرت شیخ زکریا نے مرحمت فرمائی تھی، اس کے علاوہ آپ کے پاس علم حدیث کی ایک عالی سند تھی جس کی وجہ سے عرب علماء بھی کثرت کے ساتھ آتے اور آپ سے اجازت حدیث لیتے، اس سند کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ صرف دو واسطوں سے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے مل جاتی ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ آپ کو حضرت مولانا علاؤالدین پھلتی سے اجازت حاصل ہے مولانا علاؤالدین پھلتی نے پڑھا ہے شاہ نور اللہ ٹونکی سے، لیکن ساتھ میں آپ کو شاہ فضل رحمان گنج مرادآبادی سے بھی اجازت حدیث حاصل ہے، شاہ صاحب نے پڑھا تو ہے شاہ اسحاق سے لیکن آپ کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے اجازت حاصل ہے، اس طور پر یہ سند دو واسطوں میں شاہ عبدالعزیزؒ تک پہنچ جاتی ہے۔

نکاح آپ کا نکاح مولانا لطیف الرحمن بن عبدالرحمن کاندھلوی کی صاحبزادی رقیہ خاتون سے اگست ۱۹۴۶ء میں ہوا، حضرت اقدس مدنیؒ نے نکاح پڑھایا، یہ مبارک مجلس مسجد دفتر والی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں منعقد ہوئی جس میں حضرت رائپوری وحضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب جیسے حضرات اکابر نے شرکت کی۔

بیعت و خلافت آپ کو حضرت مولانا الیاس صاحب سے بیعت کا شرف حاصل تھا، لیکن ان کی وفات کے بعد حضرت شیخ کے مشورے سے آپ نے حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری سے بیعت کی پھر حضرت نور اللہ مرقدہ کی طرف سے چاروں سلسلوں میں اجازت و خلافت سے نوازا گیا، حضرت رائے پوری نے آپ کو صوفی جی کا لقب دیا تھا جس کا بہت سی جگہوں پر حضرت شیخ الحدیث نے اپنی آپ بیتی میں بھی صوفی افتخار کے نام سے تذکرہ کیا ہے۔

خلفاء آپ کے خلفاء کی تعداد ۵۷ ہے جس میں حضرت مولانا عبد العزیز صاحب رائے پوری سابق ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، حضرت مولانا محمد کامل صاحب رحمہ اللہ گڑھی دولت، حضرت مولانا زبیر الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی، مولانا موسی صاحب رحمہ اللہ امیر تبلیغی جماعت ضلع مظفر نگر، مولانا حشیم صاحب ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ وغیرہ نیز تینوں صاحب زادگان شامل ہیں۔

تفسیری خدمات آپ اپنے وقت کے عظیم مفسر قرآن تھے تقریباً ۵۲ سال تک کاندھلہ کی جامع مسجد پھر اپنے محلے کی مسجد میں فجر بعد ایک ڈیڑھ گھنٹے تفسیر کی، جس میں ۵ دور میں سے تین دور مکمل فرمائے، روزانہ کی ہونے والی مجلس بھی بڑی بابرکت ہوتی تھی یک ایک آیت پر علم کا جو دریا بہنا شروع ہوتا تو اس کو مکمل کرنے میں کئی کئی دن لگ جاتے تھے سورۃ بقرہ کی صرف ایک آیت و إذ قال ربك للملائكة إني جاعل في الأرض خليفة کی تفسیر کا نامکمل مواد کتابی شکل میں منظر عام پر آچکا ہے وہ بھی صرف ۹ دن کی تقریر ہے حالانکہ آپ نے اس آیت پر کم وبیش ۴۵ دن تک کلام فرمایا تھا اس کتاب کا نام تقاریر تفسیر قرآن مجید ہے، جو تقریباً چار سو صفحات پر مشتمل ہے، چوتھا دور بتیس (۳۲) سال کے طویل عرصہ میں غالباً ۱۹۹۲ء یا ۱۹۹۳ء میں ہوا، جس میں بڑا عظیم الشان اجتماع ہوا، کاندھلہ کی پوری عیدگاہ بھر گئی اور حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمہ اللہ نے شرکت فرمائی، حضرت مولانا علی میاںؒ اپنی آپ بیتی میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایسی نورانی مجلس میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔

اس کے بعد حضرت نے تفسیر کا پانچواں دور شروع فرمایا، جو تین سال تک جاری رہا، لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری اور دیگر اعذار کی وجہ سے ۱۹۹۶ء میں اسے موقوف کرنا پڑا۔

مظاہر علوم کی سرپرستی آپ ایک طویل عرصے تک دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور کی مجلس شوریٰ کے رکن رہے، مظاہر علوم سہارنپور کی مجلس شوریٰ میں آپ کو غالباً ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۵ء میں حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب کے دور نظامت میں لیا گیا اور تا حیات آپ خزانچی کے عہدے پر باقی رہے، بڑے اہتمام سے ہر شوری میں تشریف لاتے اور ایک رات سہارنپور میں قیام فرماتے، اسی طرح رمضان المبارک کے اخیر عشرہ میں خانقاہ خلیلیہ میں ختم قرآن کی دعا کے موقع پر انتیسویں شب کو بھی حضرت پیر صاحب (مولانا محمد طلحہ) کی دعوت پر تشریف لاتے اور خطاب فرما کر دعا کراتے، یہ سلسلہ اخیر تک جاری رہا۔

دعوتی اسفار اور قیام مدارس مراداباد، دہلی، میرٹھ، مظفر نگر، بلند شہر، نیز ہریانہ پنجاب میں آپ کے بے شمار دینی ودعوتی اسفار ہوئے اور پورا علاقہ آپ کو اپنا پیر مانتا ہے، ان علاقوں میں آپ نے تقریباً ۱۷ر مدرسے شروع کرائے جن میں اکثر آج بھی الحمدللہ چل رہے ہیں۔

اولاد آپ کی کل آٹھ (۸) اولاد ہوئی، چار صاحب زادگان جن میں (۱) عظیم مؤرخ مولانا نورالحسن راشد جو کہ جانشین بھی ہیں (۲) مولانا ضیاء الحسن اور (۳) مولانا بدر الحسن (۴) رضاء الحسن ارشد جنکا ڈھائی سال کی عمر میں انتقال ہو گیا تھا۔

چار صاحب زادیاں (۱) اہلیہ مرحومہ پیر صاحب حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی (اس رشتے سے آپ حضرت شیخ الحدیث کے سمدھی بھی تھے) (۲) اہلیہ مولانا احترام الحسن رحمۃ اللہ کاندھلوی (۳) اہلیہ مولانا محمد حشیم صاحب عثمانی ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ (۴) اہلیہ مولانا محمد الہاشمی سہارنپوری استاذ مظاہر علوم سہارنپور (راقم سطور کی والدہ محترمہ) ہیں۔

مرض الوفات اور نماز جنازہ آپ تقریباً چار سال سے صاحب فراش تھے اور اب آخری ایک ہفتے سے

پیشاب بند تھا، کھانا پینا سب چھوٹ گیا تھا، ۱۹/رمضان المبارک کو طبیعت زیادہ بگڑ گئی جو آخر تک سنبھل نہ سکی، بالآخر ۲۷/رمضان المبارک ۱۴۴۰ھ مطابق ۲/جون ۲۰۱۹ بروز اتوار شام ۵ بجکر ۴۰ منٹ پر آب زمزم کے چند قطرے منھ میں ڈالے اور اسی دوران روح پرواز کرگئی اور سو سال ساڑھے چار مہینے کی عمر طویل پا کر یہ تھکا مسافر ہمیشہ کے لیے سو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون

چند منٹوں میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پورے قصبے میں پھر پورے ملک و بیرون ملک پھیل گئی اور لوگوں کی آمد کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ صبح ۲/بجے تک ایسے ہی جاری رہا پھر دو گھنٹے بعد وہی سلسلہ جاری ہو گیا اور ۵/بجے جنازہ گھر سے باہر نکالنا مشکل ہو گیا، روزہ کی حالت میں بھی لوگوں کا کاندھا دینے کے لیے ایسا عالم تھا کہ فکر ہونے لگی کہ عید گاہ تک کیسے اور کب تک پہنچیں گے، ۱۰/منٹ کا رستہ پورے ایک گھنٹہ میں پورا ہوا، عید گاہ سے آگے کا میدان پورا بھر چکا تھا، جب کہ نماز کے مقرر کردہ وقت میں دو گھنٹے باقی تھے، حتی کہ ٹھیک ۸/بجے آپ کے خلیفہ ومجاز نیز آپ کے بڑے بھائی کے نواسے حضرت مولانا محمد سعد صاحب کاندھلوی مرکز نظام الدین نے نماز جنازہ پڑھائی اور خاندانی قبرستان میں حضرت مفتی الٰہی بخش (جو کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے شاگرد خاص اور حضرت سید احمد شہید رائے بریلویؒ کے خلیفہ تھے) ومولانا ابوالحسن صاحب کاندھلوی (جو کہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے استاذ خاص تھے) کے برابر میں سپرد خاک کیا گیا، چاروں طرف کا اتنا بڑا علاقہ جو کہ ایک کھلے میدان کی طرح ہے پورا بھر گیا تھا جب کہ رات ۱۲/بجے قصبے کے چاروں طرف گاڑیوں کے داخلے پر پابندی لگا دی گئی تھی، محتاط اندازے کے مطابق ساڑھے تین سے لیکر چار لاکھ افراد نے نماز جنازہ میں شرکت کی، ہندوستان کے تمام ہی علماء کرام ومسلم تنظیموں کے ذمہ داران یا تو خود تشریف لائے یا پھر تعزیتی پیغام ارسال کئے، ایسے ہی سیاسی جماعتوں کے لیڈران بھی ابھی تک آرہے ہیں، بیرونی ممالک سے تعزیتی پیغامات میں سب سے پہلے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کا پیغام آیا اسی طرح عالم عرب کے مشہور محدث شیخ احمد عاشور، آکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹر محمد اکرم ندوی وغیرہ کے بھی پیغامات آئے، نیز بہت سے ممالک میں آپ کی غائبانہ نماز جنازہ بھی پڑھی گئی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حجاج کرام کی خدمت میں!

مفتی شعیب احمد صاحب بستوی

حج کی سعادت سے بہرہ مند ہونے والے حضرات اپنے سفر کی تیاریوں میں ہیں، بہت سے لوگ اپنی غفلتوں یا کم علمی کی وجہ سے کچھ ایسی غلطیاں کر بیٹھتے ہیں جو شریعت میں غیر محمود اور ناپسندیدہ ہیں، سفر حج یا دورانِ حج شعوری یا غیر شعوری طور پر ہوجانے والی انھیں چند غلطیوں کی طرف مفتی شعیب احمد بستوی معین مفتی دارالافتاء مظاہر علوم سہارنپور نے نشاندہی کی ہے، افادۂ عام کی غرض سے شامل اشاعت ہے (مرتب ماہنامہ)

سفر سے پہلے کی غلطیاں: عموماً یہ دیکھا ہے کہ جیسے جیسے روانگی کا وقت قریب آتا جاتا ہے تو رشتہ داروں اور ملنے ملانے والوں کی آمد ورفت کا سلسلہ بھی بڑھتا رہتا ہے مزید یہ کہ آنے والا کچھ نہ کچھ ہدیہ وتحفہ کے نام پر ضرور لاتا ہے اور نہ لانے والا خفت ورسوائی محسوس کرتا ہے اور عین روانگی کے دن تو شادی کا سا سماں ہوتا ہے۔

☆ عموماً لوگ حج کو جانے والے کی دعوت کرتے ہیں اور خود یہ صاحب بھی شادی کی طرح ایک عظیم الشان دعوت کا اہتمام کرتے ہیں باقاعدہ خوبصورت کارڈ چھپتے ہیں لوگوں کو دور دراز مقامات سے بلایا جاتا ہے، اور پھر دعوت میں شریک ہونے والے بند لفافوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

اور یہی سب کچھ اگر حج سے پہلے نہیں کیا تو حج کے بعد حج کے مقدس ولیمہ کے طور پر کیا جاتا ہے۔ یہ سب چیزیں بے اصل اور قابل ترک ہیں اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

دوران سفر کی غلطیاں: بہت سے لوگ سفر کے دوران نماز ہی نہیں پڑھتے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں مگر مسائل کے مطابق عمل نہیں کرتے، جس سے ان کا پڑھنا نہ پڑھنے کے برابر ہوتا ہے مثلاً بہت سے لوگ ٹرین یا ہوائی جہاز کی سیٹوں

پر بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں جب کہ ٹرین یا ہوائی جہاز میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی جا سکتی ہے اور جہاں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن ہو وہاں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں کیونکہ قیام فرض ہے اور فرض کے چھوڑنے سے نماز نہیں ہوتی۔

احرام کی غلطیاں: احرام کی حالت میں ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا منع ہے جو بدن کی ہیئت پر سلا گیا ہو، جیسے کرتا، پاجامہ، اور واسکٹ، ٹوپی وغیرہ۔ جس چادر یا لنگی کے کنارے وغیرہ سلے ہوں اس کا پہننا منع نہیں ہے، بہت سے لوگ اس کو بھی نہیں پہنتے اور ناجائز سمجھتے ہیں۔

☆ اضطباع کہتے ہیں احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے کو نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لینا، اضطباع صرف طواف اور وہ بھی اس طواف میں جس کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنی ہو، مسنون ہے اس کے علاوہ میں نہیں، بہت سے لوگ نماز میں بھی اضطباع کرتے ہیں یہ درست نہیں مکروہ ہے۔

☆ بہت سی عورتیں احرام کی حالت میں چہرہ کو کھلا رکھتی ہیں جس کی وجہ سے دوسرے لوگ بدنگاہی کے گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں، اور خود یہ عورت بھی، اس لیے چہرہ پر نقاب کا ہونا ضروری ہے مگر نقاب ایسے طریقے سے ڈالا جائے کہ نقاب کا کپڑا چہرہ سے نہ لگنے پائے۔

☆ بہت سے مرد احرام کی چادر یا لنگی ناف کے نیچے باندھتے ہیں اور ان کو خیال بھی نہیں ہوتا کہ یہ غلط اور گناہ کا کام ہے جب کہ ناف کے نیچے کا حصہ ستر میں داخل ہے اس کو کھلا رکھنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے، اسی طرح بہت سے لوگ لنگی یا چادر اس طرح پہنتے ہیں کہ راستہ چلتے ہوئے ان کی رانیں کھل جاتی ہیں حالانکہ ران بھی ستر میں داخل ہے جس کا چھپانا فرض اور کھولنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

طواف کی غلطیاں: بہت سے حجاج طواف کی نیت حجر اسود اور رکن یمانی کے درمیان کھڑے ہو کر کرتے ہیں اس طرح طواف شروع کرنا مکروہ ہے، مسنون طریقہ یہ ہے کہ طواف کرنے والے کا داہنا کندھا حجر اسود کے بائیں کنارے کے مقابل ہو۔

☆ طواف کرتے وقت خانہ کعبہ کی طرف منھ کرنا مکروہ تحریمی ہے اکثر لوگ دھیان نہیں دیتے اور طواف کے دوران بیت اللہ کی طرف منھ کرتے رہتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہئے۔

☆ حجر اسود کو استلام کرتے وقت بیت اللہ کی طرف منھ کرنا جائز ہے مگر اس طرح کہ دونوں پاؤں اپنی جگہ پر رہیں صرف چہرہ گھمائیں، اگر چہرہ کے ساتھ پاؤں بھی گھوم گئے تو یہ مکروہ ہے۔

☆ حجر اسود کا بوسہ لینا صرف سنت ہے وہ بھی اس وقت جب کہ اس کا موقع ہو، اور کسی مسلمان کو تکلیف دینا حرام ہے بہت سے لوگ بھیڑ کے وقت بھی اس کو مسنون سمجھتے ہیں اور لوگوں کو دھکا دے کر تکلیف پہنچا کر اس کی کوشش کرتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ لہٰذا بھیڑ کے وقت دور سے دونوں ہاتھ اس طرح پھیلائیں کہ ہتھیلیوں کی پشت منھ کی طرف رہے پھر انھیں ہتھیلیوں کو بوسہ دے لیں خصوصاً عورتوں کو ایسے بھیڑ کے وقت بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔

یاد رہے کہ جس طرح اس زمین پر نیک عمل کا اجر بہت زیادہ ہو کر ملتا ہے اسی طرح اس زمین پر گناہ کرنے کی سزا بھی بڑھا دی جاتی ہے۔

☆ بہت سی عورتیں بھیڑ کے وقت مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کرتی ہیں، یہ غلط ہے ایسے وقت میں ان کو چاہئے کہ اس کے سامنے دور جا کر خالی جگہ پر نماز پڑھ لیں۔

☆ بہت سے لوگ طواف کے وقت پہلے خانہ کعبہ کو بوسہ دیتے ہیں، اسی طرح بہت سے لوگ طواف کی نیت کرنے سے پہلے ہی حجر اسود کو بوسہ دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ رکن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں یہ تینوں چیزیں خلاف سنت ہیں، نیت طواف کے بعد حجر اسود کو بوسہ دینا اور رکن یمانی کو چھوتے ہوئے گذر جانا یہ سنت ہے جب کہ اس کا موقع بھی ہو ورنہ نہیں۔

سعی کی غلطیاں: بہت سے لوگ سعی کے دوران صفا اور مروہ پر بہت اوپر چڑھ جاتے ہیں یہ خلاف سنت ہے، صفا پر اتنے اوپر تک چڑھنا چاہئے کہ باب الصفا سے بیت اللہ کا دروازہ نظر آ جائے اسی طرح مروہ پر بھی اتنی بلندی تک جانا چاہئے کہ اگر درمیان میں مکانات حائل نہ ہوتے تو کعبہ نظر آ جاتا۔

☆ سعی کے وقت صفا اور مروہ پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مسنون ہے۔اس میں ہاتھ اس طرح اٹھانے چاہئیں جس طرح عام دعاؤں میں، بہت سے لوگ ہاتھ بہت اوپر تک اٹھاتے ہیں اور بہت سے تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک اٹھاتے ہیں یہ سنت کے خلاف ہے۔

☆ بہت سے مالدار اور کاہل و سست قسم کے لوگ بغیر عذر کے بھی سعی سواری پر کرتے ہیں حالانکہ بغیر شرعی عذر کے سواری پر سعی جائز نہیں، اس سے دم واجب ہوتا ہے۔ بہت سے مالدار اپنی مالداری کے نشہ میں یہ کہتے ہیں کہ چلو دم دیدیں گے کون سا فرق پڑ جائے گا۔ یہ بہت بڑی محرومی اور جرأت کی بات ہے۔

☆ بہت سے لوگ عام کپڑوں میں نفلی طواف کی طرح نفلی سعی بھی کرتے ہیں یہ بیکار اپنے آپ کو تھکانا ہے کیونکہ نفلی کوئی سعی نہیں، سعی تو ہمیشہ احرام کی حالت میں ہوتی ہے چاہے وہ حج کا ہو یا عمرہ کا۔

وقوف عرفہ کی غلطیاں: بعض لوگ میدان عرفات میں جبل رحمت پر چڑھنے کو ضروری اور باعث ثواب سمجھتے ہیں یہ بے اصل ہے۔

☆ میدان عرفات کے قیام کا وقت بہت قیمتی اور قبولیت دعاء کا ہے بہت سے لوگ اسے ادھر ادھر کے گھومنے اور کھانے پینے اور بات چیت میں گذار دیتے ہیں یہ بہت محرومی کی بات ہے ظہر اور عصر کی نماز سے فارغ ہو کر تلاوت، ذکر و تسبیح اور نماز وغیرہ میں مشغول رہنا چاہئے۔

☆ میدان عرفات میں سورج چھپنے تک ٹھہرنا واجب ہے اس سے پہلے اگر کوئی حدود عرفات سے نکل گیا تو اس پر دم واجب ہوگا بہت سے لوگ بھیڑ کے خوف سے سورج چھپنے سے پہلے حدود عرفات سے نکل جاتے ہیں یہ غلط ہے۔

وقوف مزدلفہ کی غلطیاں: نویں تاریخ کو سورج چھپنے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کے لے روانگی ہوتی ہے اور اس دن کی مغرب کی نماز دو شرطوں کے ساتھ مقید ہے ایک تو یہ کہ اسے حدود مزدلفہ میں ادا کرنا ہے لہٰذا اگر کسی نے راستہ میں ادا کرلی تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس کو

عشاء کے وقت میں ادا کرنا ہے لہٰذا اگر کوئی مزدلفہ پہنچ جائے تو اس کو عشاء کے وقت کا انتظار کرنا چاہیے جب عشاء کا وقت ہو جائے تو پہلے مغرب پھر اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھنی چاہیے۔

☆ مزدلفہ میں پوری رات ٹھہرنا تو سنت مؤکدہ ہے اور صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے کے درمیان ٹھہرنا واجب ہے چاہے وہ تھوڑی دیر ہو بہت سے لوگ پوری رات تو ٹھہرتے ہیں اور صبح صادق سے پہلے روانہ ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں دم واجب ہوتا ہے۔ البتہ اگر عورت یا مریض یا انتہائی کمزور آدمی صبح صادق سے پہلے چلے جائیں تو ان پر دم نہیں ہوگا۔

رمی کی غلطیاں: اکثر لوگ رمی کرنے میں اصل رمی کی جگہ ستون یا دیوار کو سمجھتے ہیں اور اسی پر کنکریاں مارتے ہیں حالانکہ کنکری مارنے کی اصل جگہ ستون اور دیوار کی جڑ سے لے کر اس کے ہر طرف سے تین تین ہاتھ کے دائرہ کے اندر خالی زمین ہے۔ لہٰذا اگر کنکری ستون یا دیوار سے لگ کر تین ہاتھ سے دور جا گرے تو رمی درست نہ ہوگی البتہ اگر تین ہاتھ کے اندر گر جائے تو رمی درست ہو جائے گی۔ اسی طرح ستون یا دیوار سے کنکری کا لگنا ضروری نہیں جیسا کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں بلکہ حوض میں گرنا ضروری ہے حوض میں گرنے سے رمی ہو جائے گی۔

☆ بہت سے لوگ جوش غضب میں کنکریاں بہت بڑی بڑی چنتے ہیں یہ غلط ہے کنکریاں چنے کے دانے کے برابر ہونی چاہئیں۔

اسی طرح بہت سے لوگ جوتے چپل سے مارتے ہیں یہ درست نہیں اگر کسی نے کنکری نہیں ماری صرف جوتے چپل مارے تو رمی درست نہ ہوگی۔

☆ ۱۱ / ۱۲ / تاریخ کو رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور اگلے دن کی صبح صادق تک رہتا ہے بہت سے لوگ زوال سے پہلے رمی کر لیتے ہیں یہ رمی معتبر نہیں ہے۔ اگر انھوں نے وقت کے اندر دوبارہ رمی نہ کی تو دم دینا ہوگا اس لیے بہت احتیاط کرنی چاہیے۔

فتاویٰ

انتخاب: عبداللہ خالد قاسمی خیرآبادی

س : میں کاروبار کرتا ہوں کچھ لوگ میرے کاروبار میں سرمایہ لگانا چاہتے ہیں اس کی صورت یہ ہوگی کہ سرمایہ ان کا ہوگا اور محنت میری ہوگی اس صورت میں کن شرائط کے ساتھ یہ کام جائز ہوسکتا ہے؟

ج : وہ کاروبار جس میں سرمایہ ایک جانب سے اور محنت دوسری جانب سے ہو اسے شریعت میں ''مضاربت'' کہتے ہیں۔ اور سرمایہ دار کو ''رب المال'' کہتے ہیں اور محنت کرنے والے کو ''مضارِب'' کہتے ہیں۔ اس عقد کے جائز ہونے کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

۱— اصل سرمایہ حلال ہو، اگر سرمایہ حرام ہوتو یہ کاروبار ناجائز ہوگا اور اگر بعض سرمایہ حلال ہو اور بعض حرام تو کاروبار تو جائز ہوگا لیکن حرام مال کی ملاوٹ کی وجہ سے کراہت سے خالی نہیں ہوگا۔

۲— کاروبار حلال اور جائز ہو اگر کاروبار جائز نہ ہو تو یہ عقد درست نہ ہوگا جیسے شراب کی خرید و فروخت یا جوے اور قمار کا کاروبار۔ ۳— سرمایہ کار نے جس جائز کاروبار کا کہا ہے اسی نوعیت کا کاروبار کرنا مضارِب پر لازم ہوگا، مضارِب کو اس سے ہٹ کر کوئی دوسرا کاروبار کرنا جائز نہیں ہاں سرمایہ کار اگر ہر جائز کاروبار کی اجازت دے دے تو الگ بات ہے۔ ۴— سرمایہ نقد کی شکل میں ہو یعنی روپیہ ہو سامان وغیرہ نہ ہو۔ ۵— سرمایہ کار اصل سرمایہ مضارِب کو نقد ادا کرے۔ ۶— سرمایہ کو مضارِب کے حوالہ کیا جائے تاکہ وہ کاروبار شروع کرے۔ ۷— نفع دونوں کے درمیان مشترک ہو یعنی دونوں فریق میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ نفع میں سے مخصوص رقم اپنے لیے متعین کرے۔

۸— مضارِب اور سرمایہ کار میں ہر ایک کا فیصدی حصہ معلوم ہو مثلاً نفع میں سے چالیس فیصد مضارِب کا اور ساٹھ فیصد سرمایہ کار کا ہوگا یا اس کے برعکس۔

۹— کاروبار اور محنت کرنا مضارِب کے ذمہ ہوگا رب المال پر کام کرنا لازم نہیں۔

۱۰— اگر کاروبار میں نقصان ہو تو سب سے پہلے نفع میں سے نقصان کی تلافی کی جائے اگر نقصان نفع سے زیادہ ہو تو اصل سرمایہ پر ڈالا جائے۔

R.N.I. REGD. NO. 62469/95U.M.
URDU MONTHLY MAGAZINE

MAZAHIR ULOOM SAHARANPUR





Rs. 15/-

MADRASA MAZAHIR ULOOM
SAHARANPUR-247001 (U.P.) INDIA, PH. 0132-2655542
E-Mail: jamiamazahir@gmail.com